عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۸ | ۲۸ ذوالقعدہ تا ۵ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ اگست ۲۰۱۹ء | شمارہ: ۲۹

ختم نبوت کے مضمون میں تبدیلی

غفلت یا منظم سازش؟

مدینہ منورہ میں حاضری

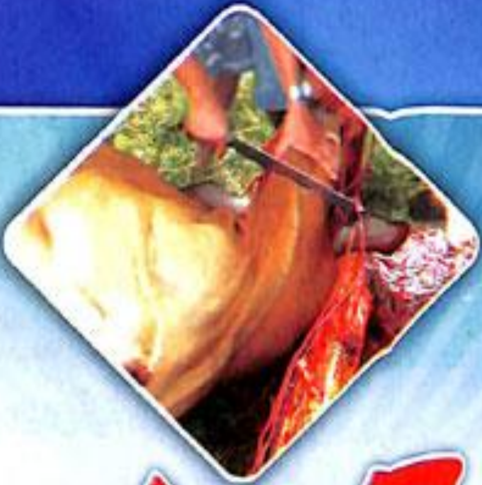

قربانی کے احکام و مسائل

وزیراعظم صاحب!

غلط تشریحات سے اجتناب کریں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مردہ پیدا ہونے والے بچے کا کفن دفن

س:...... جو بچہ مردہ پیدا ہو، اس کے غسل، کفن دفن کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:.... جو بچہ مردہ پیدا ہوا سے غسل دینے اور اس کا نام رکھنے میں اختلاف ہے۔ ہدایہ میں ہے کہ مختار قول کے مطابق اس کو غسل دیا جائے اور نام بھی رکھا جائے۔ البتہ اس کا جنازہ نہیں ہے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کردیا جائے۔

میت والے گھر میں کھانا پکانا

س:...... جس گھر میں کوئی مرجائے تو کیا تین دن تک وہاں چولہا نہیں جلنا چاہئے؟ اور رشتہ دار وغیرہ جو کھانا گھر پہنچادیتے ہیں، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج:...... جس گھر میں میت ہوجائے وہاں چولہا جلانے کی شریعت میں کوئی ممانعت نہیں، چونکہ میت کے گھر والے صدمہ سے نڈھال ہوں گے اور کھانے پکانے کا اہتمام نہیں کریں گے، اس لئے عزیز واقارب اور ہمسایوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کی فکر کریں اوران کے گھر کھانا پہنچائیں اوران کو کھلانے کی کوشش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اپنے لوگوں کو یہ حکم فرمایا تھا کہ ان کی دلجوئی کی جائے اوران کو کھانا کھلایا جائے اور یہ حکم بطور استحباب کے ہے۔ اگر میت کے گھر والے کچھ کھانا پکانا چاہیں تو یہ کوئی گناہ کی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس میں کوئی عار یا عیب کی بات ہے۔

قیامت کب آئے گی؟

س:...... کیا قرآن وحدیث میں کہیں قیامت کا معین وقت بتایا گیا ہے کہ کس وقت آئے گی؟ کچھ لوگ کہتے ہیں یہ آخری صدی ہے بس پھر قیامت آجائے گی؟

ج:...... قیامت کا معین وقت کسی کو معلوم نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے رازوں میں سے ایک راز ہے، البتہ احادیث مبارکہ میں قیامت کی کئی چھوٹی بڑی علامت کا ذکر ہے، جن میں سے چھوٹی علامات تو ظاہر ہوچکی ہیں۔ بڑی علامات ابھی باقی ہیں جن میں سے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور ہے۔ ان کے زمانے میں دجال کا خروج ہوگا، اس کو قتل کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے، دجال کو قتل کرنے کے بعد دنیا میں امن وامان قائم ہوجائے گا، سارے عیسائی مسلمان ہوجائیں گے، کچھ سالوں بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوجائے گا پھر دنیا کے حالات بگڑتے چلے جائیں گے اور قیامت کی مزید بڑی بڑی نشانیاں پے درپے رونما ہوں گی۔ یہاں تک کہ پوری دنیا میں کوئی ایک بھی فرد اللہ تعالیٰ کا نام لینے والا نہ ہوگا، پھر قیامت کا صور پھونک دیا جائے گا۔

حاجی مکہ مکرمہ میں نمازِ قصر پڑھے گا؟

س:...... ایک شخص ۲۵ دن مکہ میں مقیم ہوگا اوراسی دوران حج بھی کرے گا تو کیا وہ منیٰ، مزدلفہ میں پوری نماز پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

ج:...... مکہ میں ۲۵ دن قیام کی نیت سے وہ مقیم بن گیا مسافر نہیں رہا۔ اس لئے اب وہ مکہ میں، منیٰ، مزدلفہ، عرفات میں وغیرہ میں پوری نماز پڑھے گا، قصر نہیں۔ ۱۵ دن سے کم کا قیام ہوتو مسافر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۸ — ۲۸ ذوالقعدہ تا ۵ ذوالحجہ ۱۴۴۰ھ مطابق یکم تا ۷ اگست ۲۰۱۹ء — شمارہ: ۲۹

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

...... غلط تشریحات سے اجتناب کیا جائے!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
مدینہ طیبہ کی حاضری	۱۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
جناب شیر محمد قریشیؒ کی رحلت	۱۴	" " " " "
ختم نبوت کے مضمون میں تبدیلی.....	۱۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حج کے فضائل و مسائل (۳)	۱۷	حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ
نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ (۱۴)	۲۱	بیان: مولانا محمد علی جالندھریؒ
قربانی کے احکام و مسائل	۲۳	مولانا محمد نجیب قاسمی
حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد کا وصال	۲۷	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ

قیامت

حدیث قدسی ۳۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت آدم سے معذرت کرے گا اور تین عذر کرے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

''اے آدم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں جھوٹوں پر لعنت کرتا ہوں اور وعدہ خلافی سے بغض رکھتا ہوں اور کذب کے متعلق عذاب سے ڈرا چکا ہوں اگر یہ باتیں نہ ہوتیں تو میں اس عذاب کی شدت کو دیکھتے ہوئے جو میں نے ان کے لئے تیار کیا ہے، آج تیری تمام اولاد کے ساتھ رحمت کا معاملہ کرتا، لیکن میری یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر میرے رسولوں کی تکذیب کی گئی اور میرے حکم کی مخالفت کی گئی تو میں تمام جنات اور انسانوں سے دوزخ کو بھر دوں گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم! اس بات کو یاد رکھو کہ میں تمہاری اولاد میں سے کسی کو عذاب نہ کروں گا، مگر اس شخص کو جس کے متعلق مجھے یہ معلوم ہے کہ اگر دنیا میں اس کو دوبارہ لوٹا دوں تب بھی وہ شر کے ہی کام کرے گا اور اپنے خیال سے باز نہ آئے گا۔

تیسری بات اللہ تعالیٰ یہ فرمائے گا: اے آدم! آج میں اپنے اور تمہاری اولاد کے درمیان تم کو ہی جج بناتا ہوں تم ترازو کے پاس کھڑے ہو جاؤ اور جو اعمال تولے جا رہے ہیں ان کو دیکھو جس کی بھلائی اس کی برائی کے مقابلہ میں رائی کے دانے کے برابر بھی زیادہ ہو اس کے لئے جنت ہے، یہاں تک کہ تم کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ میں آگ میں اسی کو داخل کرتا ہوں جو پرلے درجے کا ظالم ہو۔ (ابن عساکر، بسند ضعیف)

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں۔

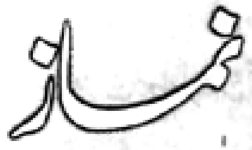

عمود شریعت کا پہلا اور بنیادی رکن

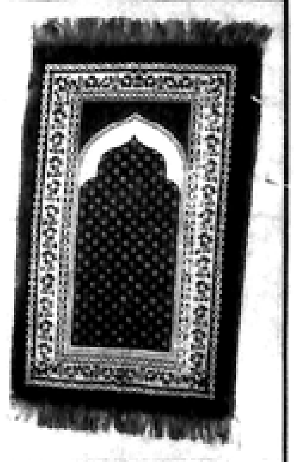

حضرت مولانا مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

سجدۂ سہو

(۱۸) نماز میں قرأت کرتے ہوئے اگر کوئی سجدے کی آیت آ جائے تو سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے بھول جانے پر سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۱۹) ظہر اور عصر کی باجماعت نماز کی ادائیگی کے دوران امام کا خاموشی سے قرأت کرنا واجب ہے اگر ظہر اور عصر کی باجماعت نماز کی ادائیگی کے دوران امام صاحب خاموشی کے بجائے بلند آواز سے قرأت کریں گے تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (اصطلاح میں ان دونوں نمازوں کو سری نمازیں کہا جاتا ہے) اسی طرح مغرب، عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر کی دونوں رکعتوں میں اور جمعہ کی نماز کی دونوں رکعتوں میں، وتر کی تمام رکعتوں میں، عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی دونوں رکعتوں میں باجماعت ادائیگی کی صورت میں امام صاحب کا قرأت بلند آواز سے کرنا واجب ہے۔ (اصطلاح میں اسے جہری نمازیں کہا جاتا ہے)، اگر ان رکعتوں میں امام صاحب نے خاموشی سے قرأت کی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (واضح رہے کہ احناف کے نزدیک باجماعت نمازوں کی ادائیگی کی صورت میں سری اور جہری دونوں نمازوں میں قرأت کے موقع پر امام صاحب کے پیچھے پڑھنے والے مقتدیوں کو خاموش کھڑے رہنا واجب ہے۔ البتہ امام صاحب کے قرأت شروع کرنے سے پہلے پہلے تک مقتدی صرف ثنا پڑھ سکتے ہیں اور اس واجب کے چھوٹ جانے پر نہ مقتدیوں پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور مقتدیوں کی وجہ سے امام پر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے، خاموش نہ رہنے کے باوجود مقتدیوں کی نماز بھی ہو جاتی ہے)۔

(۲۰) نماز پڑھنے کا طریقہ جو شریعت نے بتلایا ہے اس میں ہر رکن کی جگہیں ترتیب سے مقرر ہیں، نماز کو اسی ترتیب سے ادا کرنا واجب ہے، اگر اس ترتیب میں فرق آ جائے مثلاً سورۂ فاتحہ کی جگہ التحیات پڑھنا شروع کر دے یا التحیات کی جگہ سورۂ فاتحہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے۔

(۲۱) نماز کی تکمیل پر اپنے کسی نماز کے عمل کے علاوہ سے نماز سے نکلنا ضروری ہے، لیکن لفظ ''السلام'' کے ساتھ نکلنا واجب ہے، اگر نہ کہا جائے تو مفتیان کرام کی تشریح کے مطابق وقت میں گنجائش ہو تو اس نماز کو دوبارہ پڑھ لیا جائے، وقت گزر جانے کے بعد دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

وزیر اعظم صاحب!

غلط تشریحات سے اجتناب کیا جائے

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

ہمارے ملک میں کرپشن، حرام خوری، لوٹ مار، قتل وقتال، فحاشی اور عریانی تو پہلے سے ہی تھی، لیکن اب اسلامی تہذیب کے علاوہ شعائرِ اسلام کی توہین وتنقیص بھی ایک معمول کی بات بنتی جارہی ہے، پہلے لوگ چھپ چھپا کر اور اپنی قماش کے لوگوں میں بیٹھ کر اسلام اور اہلِ اسلام پر تضحیک یا طعن وتشنیع کے نشتر چلایا کرتے تھے، اب ان سے آگے بڑھ کر الیکٹرانک میڈیا، سوشل میڈیا، حتیٰ کہ ہمارے بزرجمہر اور مقتدر طبقے میں یہ روش عام اور معمول کی بات بن گئی ہے، خصوصاً آج کے حکمران ٹولہ میں یہ بات عام ہوتی جارہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج کے عام مسلمانوں میں دینی تعلیم کے فقدان اور نئی ملحدانہ تعلیم کے رواج نے خود مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے کو اسلام، عقائدِ اسلام اور احکامِ اسلام سے بیگانہ کردیا ہے۔ قرآن کریم کا ادب، سنتِ رسول (ﷺ) کا ادب اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب واحترام ان کے ذہنوں میں ایک بے معنی لفظ ہوکر رہ گیا ہے۔ مستشرقین اور ملحدین جو ہمیشہ اسلام پر مختلف جہات سے حملے کرنے اور لوگوں کو گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق ایسی غلط اور من گھڑت باتیں اس مقصد سے پھیلائیں کہ مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جو اعتقاد اور اعتماد ہے، وہ نہ رہے اور جب اس مقدس جماعت سے اعتماد اُٹھ گیا تو پھر ہر بے دینی کے لئے راستہ ہموار ہوگیا۔ اسی کا شاخسانہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا وزیر اعظم اپنی بجٹ تقریر میں سیاق وسباق کی رعایت کیے بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اسلامی تعلیمات اور اخلاقی آداب سے ہٹ کر ایسے نازیبا اور بے ادبی کے الفاظ کہتے ہوئے نہیں شرماتا، بلکہ متنبہ اور متوجہ کرائے جانے کے باوجود وہ تاحال کوئی معذرت اور معافی کا خواستگار اور خواہاں بھی نظر نہیں آتا۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ جہاں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر کے بہت سے حضرات نے وزیر اعظم کی اس گستاخانہ، بے باکانہ اور ادب وآداب سے عاری تقریر کی مذمت کی، وہاں اس کے پارٹی کے افراد اور غیر معتبر لوگوں نے بجائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاع کرنے کے اپنی پارٹی کے قائد عمران خان کا دفاع شروع کردیا۔

وزیراعظم عمران احمد خان نیازی نے اپنی تقریر میں غزوۂ بدر کے متعلق کہا کہ: ’’جب جنگِ بدر ہوئی تو صرف ۳۱۳ تھے لڑنے والے، باقی ڈرتے تھے لڑنے سے۔‘‘ اور غزوۂ اُحد کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ’’جب جنگ اُحد ہوئی، سرکار مدینہ نے تیر کمان والوں کو کہا کہ: تم نے اپنی پوزیشن نہیں چھوڑنا، جب لوٹ مار شروع ہوئی تو وہ چھوڑ کر چلے گئے، سرکارِ مدینہ کا حکم نہیں مانا۔‘‘ یہ الفاظ کہتے ہوئے ان کا انداز، لب ولہجہ، طرزِ تکلم اور الفاظ کا چناؤ سب کچھ غیر مناسب، غیر مہذب، غیر ذمہ دارانہ اور گستاخانہ تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق کہنا کہ وہ جنگ سے ڈرتے تھے، کتنا غیر حقیقی، غیر منطقی اور حقائق سے دور بات ہے۔ اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو اس موقع پر فرماتے ہیں کہ: اللہ کے رسول! ہم آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف سے لڑیں گے، ہم آپ کو اس طرح کا جواب نہیں دیں گے، جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا کہ: آپ اور آپ کا رب جا کر لڑیں، ہم تو یہاں بیٹھنے والے ہیں۔ آپ اگر ہمیں آگ میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم آگ میں بھی کود جائیں گے۔ یہی غزوۂ بدر ہی ہے جس میں دو چھوٹے بچے معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما بھی شریک ہیں، جنہوں نے ابوجہل پر پہلا حملہ کیا اور اس کو جہنم واصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارہ میں کہنا کہ یہ لڑنے سے ڈرتے تھے، نعوذ باللہ من ذلک۔ جبکہ غزوۂ بدر کا واقعہ اچانک پیش آیا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیشِ نظر تو ابوسفیان کے قافلہ کو روکنا تھا، جبکہ ابوسفیان مخبری کی بنا پر اپنے قافلہ کو بچا کر لے گیا، لیکن اہلِ مکہ اس کے اطلاع دینے کی بنا پر لڑائی کے لئے ایک ہزار کا لشکر لے کر بدر کے مقام پر آگئے اور اُدھر اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سے لڑنے کا حکم دے دیا، جلدی میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک ہو سکے وہ شریک ہوئے، لیکن میرے علم میں نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو شریک ہونے کا حکم دیا ہو اور اس نے آگے سے انکار کیا ہو، اگر ایسا ہوتا تو شاید کسی حد تک کہا جا سکتا تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑنے سے ڈر گئے، جب ایسا ہوا ہی نہیں تو یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑنے سے ڈرتے تھے، کتنا مضحکہ خیز بات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہتان تراشی کے مترادف ہے، البتہ یہ بات ضرور موجود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو واپس مدینہ منورہ بھیج دیا اور مالِ غنیمت میں ان کو حصہ دیا۔

اسی طرح مالِ غنیمت جس کو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے لئے اور آپ کی اُمت کے لئے حلال قرار دیا، اس کو لوٹ مار سے تعبیر کرنا کتنا غیر شائستہ اور گستاخانہ بات ہے۔ اتنی بات تو ٹھیک ہے کہ غزوۂ احد میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اجتہادی لغزش ہوئی، جس سے انہوں نے توبہ بھی کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف بھی کر دیا، جیسا کہ: ’’وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ‘‘ (آل عمران:۱۵۵) کا اعلان آج بھی قرآن کریم میں موجود ہے، لیکن مالِ غنیمت کو ’’لوٹ مار‘‘ سے تعبیر کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ ماننے والا کہنا کسی اُمتی کے لئے جائز نہیں، اس لئے کہ یہ ضابطہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد دنیا کا کوئی اچھے سے اچھا انسان ایسا نہیں جس سے کوئی لغزش، خطا اور غلطی نہ ہوئی ہو، اسی طرح کوئی برے سے برا انسان ایسا بھی نہیں جس سے کوئی اچھا کام نہ ہوا ہو، بس مدار کار اس پر رہتا ہے کہ جس شخص کی زندگی اچھے اخلاق واعمال میں گزری ہے، اس کا صدق واخلاص بھی اس کے عمل سے پہچانا گیا ہے، اس سے کوئی گناہ یا غلطی بھی ہوگئی ہو تو بھی اس کو صلحائے اُمت ہی کی فہرست میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنی عام زندگی میں دین کی حدود و قیود کا پابند، احکام شرعیہ کا تابع نہیں ہے، اس سے دو چار اچھے بلکہ بہت اچھے کام بھی ہو جائیں، تو بھی اس کو صلحاء واولیاء کی فہرست میں شمار نہیں کیا جاتا۔ اس لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کے تقویٰ، طہارت، پاکیزگی، فرمانبرداری، اخلاق کی بلندی، ان کی مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ اور ان سے راضی ہونے کی گواہی خود اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دے رہے ہیں، ان کے لئے ان کے مرتبہ اور مقام سے فروتر کلمات کہنا

کسی اُمتی کے لئے جائز نہیں، چہ جائیکہ ان کو جنگ سے ڈرنے والا اور حضور اکرم ﷺ کا نافرمان اور لوٹ مار کرنے والا کہا جائے۔

....

بالفرض ایک منٹ کے لئے مان لیا جائے کہ جناب وزیر اعظم عمران خان نیازی صاحب سے یہ الفاظ غیر متوقع طور پر نکلے، ان کی یہ نیت نہیں تھی تو صوبہ کے پی کے میں جہاں پچھلے چھ سالوں سے پی ٹی آئی کی حکومت ہے، وہاں کی نویں کلاس کی دینیات میں سورۃ الانفال کی آیت:

”وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ۔“ (الانفال:۴۱)

ترجمہ: ”اور جان رکھو کہ جو کچھ تم کو غنیمت ملے کسی چیز سے سو اللہ کے واسطے ہے اس میں سے پانچواں حصہ اور رسول کے واسطے اور اس کے قرابت والوں کے واسطے اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کے واسطے۔“

میں ”غَنِمْتُمْ“ کا معنی ”مالِ غنیمت“ کرنے کے بجائے ”لوٹ مار“ سے کیا ہے، اگر اس لفظ کو سامنے رکھا جائے تو اس کا معنی یہ بنے گا کہ ”لوٹ مار“ کا مال اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے لئے ہے، نعوذ باللہ من ذلک۔

چونکہ ہر سمجھدار سمجھتا ہے کہ ہمارے عرف اور آج کل کے عام محاورہ میں ”لوٹ مار“ کا معنی ہے: دوسرے کی ملکیت پر ناجائز قبضہ، زبردستی قبضہ، غارت گری، تاراج، چھینا جھپٹی، ظلم، اندھیر وغیرہ۔ اب اگر ان معانی کو سامنے رکھا جائے تو اس لفظ کا معنی کیا بنے گا؟

سوچنے کی بات یہ ہے کہ صوبہ کے پی کے میں پڑھائی جانے والی نویں کلاس کی دینیات میں بھی ”مالِ غنیمت“ کو ”لوٹ مار“ لکھا گیا، اور وزیر اعظم عمران خان نیازی اپنی تقریر میں بھی ”مالِ غنیمت“ کو ”لوٹ مار“ کہہ رہا ہے تو اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

خیال ہے کہ شاید پاکستان تحریک انصاف کو ملحدین، بے دین اور قادیانیوں یا قادیانی نواز لوگوں نے اپنے شکنجے میں لیا ہوا ہے، جو اُلٹی سیدھی باتیں ان کے ذہنوں میں انڈیلتے رہتے ہیں، اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کی کاسہ لیسی، خوشامد اور چاپلوسی کرتے ہوئے جہاد کو منسوخ اور حرام کہتا ہے اور علمائے کرام پر بہتان لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ:

”اس جگہ ہمیں یہ بھی افسوس سے لکھنا پڑا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل حقیقت جہاد کی مخفی رکھ کر ”لوٹ مار“ اور ”قتل انسان“ کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے۔“ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، ص:۹ در روحانی خزائن، ج:۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ مالِ غنیمت کو ”لوٹ مار“ کے نام سے تعبیر کرنا یہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے حواریوں کا سبق ہے، جو بار بار دہرایا جارہا ہے۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ حکومتی لوگوں کا اسلام، تعلیماتِ اسلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور آج کے علمائے اسلام کے بارہ میں جو لب ولہجہ اور انداز ہے، یہ وہی ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی اور آج کے قادیانی پیشواؤں کا ہے۔

جناب وزیر اعظم عمران خان نیازی کی گفتگو کے انداز اور بیانات سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ قادیانی لابی اور ملحدین نے ہر طرف اس حکومت اور جماعت کو گھیرا ہوا ہے، جو دینِ اسلام، شعائرِ اسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارہ میں من پسند، من گھڑت اور غلط تشریحات ان کو بتاتے ہیں۔ اس کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اس سے پہلے وزیر اعظم عمران خان نیازی صاحب نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی غیر محتاط باتیں کی

تھیں۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ یہ بھی قادیانیوں کا ہی پڑھایا ہوا سبق ہے، جو وزیراعظم نے اپنی زبان سے دہرایا ہے۔

وزیراعظم عمران خان نیازی صاحب جو ریاستِ مدینہ کا تذکرہ کرتے ہیں، اس ریاستِ مدینہ سے بھی ان کی مراد صرف اتنا معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہودیوں سے معاہدہ کیا تھا۔ اس سے آگے کہ جب مدینہ کے یہود نے اپنے معاہدہ کی خلاف ورزی کی، جس کے نتیجے میں غزوۂ بنی نضیر سن ۳ ہجری اور غزوۂ بنو قریظہ سن ۵ ہجری پیش آئے تھے، جس کے نتیجے میں آپ ﷺ نے ان کو مدینہ منورہ اور پھر خیبر سے نکال دیا۔ آپ ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں یہ اعلان فرمایا تھا کہ: ''اَخْرِجُوا الْیَھُوْدَ مِنْ جَزِیْرَۃِ الْعَرَبِ'' (مجمع الزوائد، ج:۵، ص:۳۱۹، حدیث نمبر:۹۶۶۳) کہ یہود کو جزیرۂ عرب سے نکال دو، یہ ریاستِ مدینہ شاید ان کے ذہن میں نہیں ہے، اس لئے کہ آج تک انہوں نے مملکتِ خداداد پاکستان میں ریاستِ مدینہ جیسا کوئی ایک کام بھی نہیں کیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ یہودیت اور قادیانیت کا ایک گٹھ جوڑ ہے جو قادیانیت کی ابتدائے آفرینش سے آج تک نہ صرف قائم بلکہ بدستور جاری ہے، یہی وجہ ہے کہ آج مغرب ان قادیانیوں کی پشت پر ہے اور آج ہماری ملکی اقتصادیات اور معیشت کی بحالی ان قادیانیوں کے ناجائز مطالبات ماننے پر موقوف کردی گئی ہے اور دونوں مل کر ہمارے ملک کی معیشت اور اقتصادیات کا گلہ گھونٹ رہے ہیں۔ حکومت عوام پر اپنے بجٹ میں جو ٹیکس لگا رہی ہے، اس سے کسی طور پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان کا آئیڈیل ریاستِ مدینہ ہے۔ پاکستان کی معیشت کی بحالی کے لئے پہلے اقتصادی کونسل بنائی اور اس میں عاطف میاں قادیانی کو شامل کیا، جو کہ قادیانی ہونے کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف کا نمائندہ بھی تھا، عوامی احتجاج کی بنا پر جب اسے اس کونسل سے علیحدہ کیا گیا تو وہ پوری کونسل ہی ختم کردی گئی، اور اب بجٹ سے پہلے ایک دو نہیں بلکہ تین آدمی آئی ایم ایف نے ہمارے ملک پر مسلط کردیے، جنہوں نے بجٹ بنایا اور پاکستانی قوم پر مسلط کردیا، ان کارستانیوں اور حالات کے ہوتے ہوئے بجا طور پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ ریاستِ مدینہ ان کا آئیڈیل نہیں، بلکہ ریاست آئی ایم ایف ان کا آئیڈیل ہے۔

....

سپریم کورٹ کے ایک سینئر وکیل محترم جناب محمد طارق اسد صاحب نے پاکستانی قوم کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے پاکستانی آئین کے تحت تھانہ آئی نائن اسلام آباد میں درخواست جمع کرادی، جس کا مضمون تھا: توہین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ارتکاب پر وزیراعظم عمران احمد خان نیازی کے خلاف اندراجِ مقدمہ کی درخواست۔ اس درخواست کا متن درج ذیل ہے:

''بخدمت جناب ایس ایچ او صاحب تھانہ آئی نائن اسلام آباد

اندراج مقدمہ کی درخواست

جنابِ عالی! گزارش ہے کہ درخواست گزار ایڈووکیٹ سپریم کورٹ ہے۔ ۱۱ رجون ۲۰۱۹ء کی شب تقریباً پونے بارہ بجے وزیراعظم عمران احمد خان نیازی نے قوم سے خطاب کیا۔ خطاب میں وزیراعظم عمران احمد خان نیازی نے جان بوجھ کر بدنیتی کی بنیاد پر پاکستان کے کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے اور ملک میں انتشار پیدا کرنے کے لئے کچھ ایسے الفاظ کہے جو اصحاب رسول کی واضح توہین ہے۔ عمران احمد خان نیازی کی جانب سے اصحاب رسول کی توہین میں کہے گئے الفاظ حرف بہ حرف یہ ہیں کہ: ''جب جنگ بدر ہوئی تھی تو صرف ۳۱۳ تھے لڑنے والے، باقی ڈرتے تھے لڑنے سے۔ جب جنگ اُحد ہوئی تو سرکارِ مدینہ نے تیر کمان والوں سے کہا کہ تم نے اپنی پوزیشن نہیں چھوڑنی، جب لوٹ مار شروع ہوئی تو وہ چھوڑ کر چلے

گئے۔ انہوں نے سرکارِ مدینہ کا حکم نہیں مانا۔" وزیراعظم عمران احمد خان نیازی نے مذکورہ توہین آمیز الفاظ کہہ کر معاذ اللہ اصحابِ رسول کو بزدل، لٹیرے اور حضور ﷺ کا نافرمان ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اصحابِ رسول کو بزدل کہنا، لٹیرا کہنا اور حضور اکرم ﷺ کا نافرمان کہنا بدترین گستاخی اور توہین ہے۔

وزیراعظم عمران احمد خان نیازی کی جانب سے اصحابِ رسول کی گستاخی سے پاکستان کے کروڑوں بشمول درخواست گزار کے مذہبی جذبات شدید مجروح ہوئے۔ عمران احمد خان نیازی کے اس گستاخانہ اور توہین آمیز اقدام کے نتیجے میں ملک بھر کے کروڑوں شہریوں میں شدید اشتعال اور غم و غصہ پیدا ہوا ہے۔ عمران احمد خان نیازی نے دانستہ طور پر توہینِ اصحابِ رسول کا ارتکاب کر کے ملک میں امن وامان کا شدید مسئلہ پیدا کیا۔ وزیراعظم عمران احمد خان نیازی نے مذکورہ بالا توہین آمیز الفاظ کہہ کر ناقابلِ تلافی اور ناقابلِ معافی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

مذکورہ بالا حقائق وواقعات کی روشنی میں جناب سے مؤدبانہ استدعا ہے کہ ملزم عمران احمد خان نیازی (وزیراعظم پاکستان) کے خلاف پاکستان پینل کوڈ اور انسدادِ دہشت گردی ایکٹ کی متعلقہ دفعات کے تحت فوری طور پر مقدمہ درج کر کے قانونی کارروائی کرتے ہوئے اس کی گرفتاری عمل میں لائی جائے۔

درخواست گزار

محمد طارق اسد

(ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)

مکان نمبر:96 گلی نمبر:40، آئی ایٹ ٹو، اسلام آباد

برائے رابطہ:0334-3551640"

بہرحال اگر حکمران ریاستِ مدینہ کے دعویدار ہیں تو پھر اپنے آپ کو قانون کے حوالے کریں اور اس کا جواب دیں، کیونکہ ریاستِ مدینہ میں خلیفۂ وقت بھی اپنے آپ کو عدالت کے سامنے پیش کرتا تھا اور عدالت سے جو اس کے بارہ میں فیصلہ ہوتا تھا، وہ من وعن اس کو تسلیم کرتا تھا۔

بہرحال ہم ایک بار پھر عرض کریں گے کہ جناب وزیراعظم عمران خان صاحب! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق کہے گئے غیرشائستہ اور نازیبا الفاظ پر اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کریں اور قوم سے معافی مانگیں اور آئندہ دینی معاملات میں بولنے سے یا تو احتیاط کریں یا کم از کم اپنے وفاقی وزیر مذہبی امور جناب مولانا نورالحق قادری صاحب سے راہنمائی یا مشورہ کر لیا کریں۔ اس سے آپ کے وقار میں نہ صرف یہ کہ اضافہ ہوگا بلکہ قوم کا اعتبار اور اعتماد بھی آپ کو ملے گا۔ ورنہ یاد رکھیں! آپ سے پہلے بہت سارے دین کو مٹانے کے لئے آئے، انہوں نے دین اور اہلِ دین کے خلاف ہر حربہ استعمال کیا، کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ وہ دین کو مٹا سکے؟ نہیں بلکہ خود تو مٹ گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کا دین آج بھی باقی ہے اور ان شاء اللہ! قیامت تک باقی رہے گا۔ اس لئے آپ اپنی صفوں میں تطہیر کریں، اگر دین دشمن عناصر اور حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے سارق اور ڈاکو آپ کی صفوں میں پائے جاتے ہیں جو اس طرح کی غلطیاں آپ سے سرزد کروا رہے ہیں تو جلدی سے ان سے جان چھڑائیں، تاکہ آپ کو دنیا و آخرت میں سرخروئی اور کامیابی حاصل ہو: فاعتبروا یأولی الأبصار!!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

مدینہ طیبہ میں حاضری!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

۶؍جون کی شام کو ہمارے قافلہ نے مدینہ طیبہ کے لئے سفر شروع کیا اور رات بارہ بجے کے قریب مسجد نبوی شریف سے پانچ سات منٹ پیدل کے راستہ پر ''الجزیرہ ہوٹل'' میں پہنچے رات کے دو بجے کے قریب بستر پر دراز ہوتے ہی نیند کی آغوش میں چلے گئے اور تمام رفقاء کرہ نے نماز صبح اپنے کمرہ میں ادا کی۔ نماز کے بعد دو تین گھنٹے آرام کرنے کے بعد مسجد نبوی کا رخ کیا۔

مولانا خالد محمود شادی پورہ لاہور، مولانا الطاف الرحمٰن جامعۃ المنظور الاسلامیہ صدر لاہور، جناب قاری محمد عمران پنڈی داس شیخوپورہ، رانا ظفر احمد نون، سعد ابن خالد کی رفاقت میں مسجد نبوی شریف کی آخری منزل پر نماز جمعہ ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔

نماز جمعہ کے بعد باب مکہ سے مسجد نبوی شریف میں عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں، نماز جمعہ کے بعد روضۂ اطہر کی طرف رخ کیا۔ شدید ترین رش کے باوجود ''ریاض الجنۃ'' میں دو رکعت نفل ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة''

ترجمہ: ''میرے گھر اور منبر کے درمیان والا حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔''

گنبد خضریٰ پر انتہائی ادب واحترام کے ساتھ حاضری دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین، مبلغین اور جماعتی رفقاء کی طرف سے سلام عقیدت پیش کیا۔ عشاء کی نماز حرم نبوی میں ادا کرکے رہائش گاہ پر آئے اور رات کو آرام کیا۔

۷؍جون صبح کی نماز تمام رفقاء نے مسجد نبوی شریف میں ادا کی اور یوں ہماری پانچ نمازیں مسجد نبوی شریف میں باجماعت پوری ہوتیں۔

شدید ترین گرمی کو مسجد شریف اور رہائش گاہوں میں ایئر کنڈیشنوں کے ذریعہ ٹھنڈک کے ساتھ تبدیل کردیا گیا ہے۔ رات اور دن کو کمبل اوپر لئے بغیر آرام نہیں کیا جاسکتا۔ چوبیس گھنٹہ میں ایک منٹ کے لئے بھی بجلی نہیں جاتی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے پاکستان کو ایسی قیادت نصیب فرمائیں جو ملک کو قرضوں سے نجات دلاکر جنت نظیر بنادے۔ آمین۔

۸؍جون کو بھی تمام نمازیں حرم نبوی میں جماعت کے ساتھ نصیب ہوئیں۔ راقم الحروف کو چلنے پھرنے میں وقت ہوتی ہے۔ لہٰذا ظہر سے عشاء تک حرم نبوی میں رہنے کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔

آج مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ لاہور کے ساتھ گنبد خضریٰ پر عصر کی نماز کے بعد حاضری ہوئی۔ صلوٰۃ والسلام عرض کیا ہماری رہائش سے حرم شریف کی طرف آئیں تو سامنے ''باب مکہ'' ہے، جس کا نمبر ۳۷ ہے۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا۔ جب ۲۰۰۰ء میں سفر حج پر آنے کی سعادت ملی تو ان دنوں استاذ العلماء، عارف باللہ ولی کامل مولانا عاشق الٰہی برنیؒ مدینہ طیبہ میں رہائش پذیر تھے۔ راقم موصوف کے تخریج شدہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے مسلسلات پر تین رسائل مطالعہ کرچکا تھا۔ ان رسائل میں ایک حدیث ضیافت بھی ہے، جس میں ایک سے دس تک مسلمانوں کی ضیافت ومہمانداری کرنے کے فضائل ہیں۔ راقم نے حضرت موصوف کو فون پر تعارف کرایا اور حدیث ضیافت کی اجازت طلب کی درخواست کی۔

فرمانے لگے: کتاب لائے ہیں؟

پھر کیسے پڑھیں گے؟ راقم نے عرض کیا کہ کتاب تو استاذ محترم سے مل ہی جائے گی۔

فرمایا: عجیب طالب علم ہیں۔ علم کے حصول کی تمنا اور کتاب استاذ کے ذمہ؟

راقم نے عرض کیا: استاذ محترم! مدینہ طیبہ میں رہتے ہیں اور اہل مدینہ بہت سخی ہوتے ہیں۔

فرمایا: گیٹ نمبر ۳۶ میں عشاء میں ملیں گے۔ راقم نے عرض کیا کہ مسجد میں کیسے پہچانوں گا؟

فرمایا: ایک بوڑھا آدمی جو دو آدمیوں کے سہارا کے بغیر اٹھ بیٹھ نہ سکتا ہو وہ عاشق الٰہی ہوگا۔ چنانچہ عشاء کی نماز کے بعد حضرت سے ملاقات ہوئی۔ حضرت والا نے تینوں رسائل کی فوٹو کاپی عنایت فرمائی۔ گیٹ نمبر ۳۶ کے باہر عشاء کی نماز

کے بعد فٹ پاتھ پر بیٹھ جاتے، میں مطالعہ میں اکثر مضامین حدیث حل کر کے جاتا، اگر کوئی بات سمجھ نہ آتی تو میں پوچھ لیتا۔ حضرت کوئی بات ضروری سمجھتے تو ارشاد فرمادیتے، ایک ہفتہ میں تینوں رسائل مکمل ہوئے۔

ہماری آخری رات جب آئی اور کتاب بھی قریب الاختتام ہوئی تو فرمایا کہ: آج گھر چلیں گے، چنانچہ حضرت والا گھر لے گئے، بیٹے کو آواز دی عبداللہ؟ اندر سے آواز آئی: جی ابو جی! فرمایا: پاکستان سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ آئے ہیں۔ کھجوریں اور آب زمزم لاؤ۔ چنانچہ حضرت والا نے اپنے ہاتھ سے کھجوریں کھلائیں اور پانی پلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک: ”اضافنا رسول اللّٰہ علی الاسودین“ پر عمل ہوگیا، تو گیٹ نمبر ۳۶ پر جب پہنچے تو حضرت والا بہت یاد آئے۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ۔

آج شوال المکرم ۱۴۴۰ھ کی ۴ر تاریخ اور جون کی ۹ر تاریخ ہے۔ آج بھی ظہر کی نماز سے لے کر عشاء تک حرم نبوی میں رہے چاروں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کیں۔ ہر نماز کے بعد امام محترم کے پیچھے جنازے پڑھنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی۔ اور آج ایک اور شخصیت سے ملاقات ہوئی، جن کا نام نامی اسم گرامی مولانا قاری محمد عبداللہ مدظلہ ہے آنجناب جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل ہیں۔ ۱۹۶۷ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔

۱۹۶۸ء میں امام القرا حضرت اقدس مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ سے قرأت پڑھیں۔ تقریباً نصف صدی سے حرم نبوی میں قرآن پاک کی تعلیم دے رہے ہیں۔ آج کل آپ کا حلقہ گیٹ نمبر ۱۹ کے اندر لگتا ہے۔ موصوف قصبہ مڑل ملتان کے رہنے والے ہیں، میرے برادر نسبتی قاری محمد رمضان مکیؒ کے ہم سبق ساتھی ہیں۔ تقریباً آدھ گھنٹہ آپ کی مجلس سے استفادہ کیا۔

آج حرم شریف میں مخدوم پور پہوڑاں خانیوال کے مولانا سیّد معاویہ امجد شاہ مدظلہ اور آپ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی محمد جمال سلمہ سے ملاقات ہوئی۔ نیز چوک اعظم کے مولانا مفتی ابوبکر زید مجدہ بھی ملے، آج عشاء کی نماز گنبد خضری کے شمال میں ادا کی اور برادرم مولانا خالد محمود مدظلہ کے ساتھ دربار عالی شان میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ گنبد خضری کے سامنے حاضری کے وقت حضرت اقدس سیّد نفیس الحسینی نوراللہ مرقدہ کا ایک شعر گنگناتا رہا، فرماتے ہیں:

بارگاہ قدس میں آ کر نفیس
سوچتا ہوں کیسے آیا، میں تو اس قابل نہ تھا

حاضری سے فراغت کے بعد رہائش گاہ پر مولانا خالد محمود کے ساتھ واپسی ہوئی، اور رات کو آرام کیا الحمدللہ! ۵ر شوال المکرم ۹ر جون کی تمام نمازیں حرم نبوی میں نصیب ہوئیں۔ تقبل اللہ منا۔

آج شوال المکرم کی ۶ اور جون کی ۱۰ تاریخ ہے۔ راقم الحروف ٹانگوں میں درد کی وجہ سے حرم نبوی میں صبح کی نماز کے لئے نہ جاسکا اور نماز کمرہ میں ادا کی اور دیگر ساتھیوں نے بعد میں جاکر حرم میں نماز ادا کی۔ راقم ساڑھے گیارہ بے رہائش گاہ سے حرم کی طرف روانہ ہوا۔ ظہر کی نماز حرم نبوی میں احباب کے ساتھ ادا کی نیز عصر، مغرب اور عشاء بھی حرم نبوی میں پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔

حافظ محمد سعد کا آخری سبق:

مولانا خالد محمود مدظلہ کے فرزند ارجمند حافظ محمد سعد سلمہ نے آخری سبق القاری المقری قاری محمد عبداللہ ملتانی مدظلہ کو سنایا اور شاباش حاصل کی۔ قاری صاحب موصوف کا ذکر خیر گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔

مسجد قبا میں حاضری:

ہماری بستی کے اور ہمارے شاگرد حافظ محمد جاوید رانا ہیں، جو مدینہ طیبہ میں ایک عرصہ سے قیام پذیر ہیں، اپنی گاڑی لے کر آئے اور مسجد قبا، مسجد قبلتین، جامع الخندق اور شہدا اور بالخصوص سیّد الشہدا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ مقبرہ میں آرام فرما صحابہ کرامؓ کے مزارات کی زیارت کا شرف نصیب ہوا۔

مسجد قبا: رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ پہنچنے سے پہلے آپ نے کچھ روز قبا میں قیام فرمایا اور قبا میں مسجد بنائی، جس کا ذکر قرآن پاک میں: ”لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم“ میں موجود ہے۔ مسجد قبا میں دو رکعت کی فضیلت کے متعلق ارشاد نبوی ہے:

”قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من تطھر فی بیتہ ثم اتیٰ مسجد قبا فصلی فیہ صلاۃ کان لہ کاجر عمرۃ۔“ (رواہ ابن ماجہ بسند صحیح)

ترجمہ: ”جو آدمی اپنے گھر (رہائش گاہ) سے باوجود آئے اور مسجد قبا میں نماز پڑھے اسے عمرہ ادا کرنے کا ثواب ملے گا۔

الحمدللہ! مسجد قبا میں دو رکعت پڑھنے کی

سعادت حاصل کی۔"

ہمارے ایک شاگرد رانا حافظ جاوید احمد نے مہربانی فرمائی کہ وہ ہمیں مسجد قبا میں لے گئے۔ یہ مسجد مربع شکل ہے جو جدید تعمیر کا عظیم شاہکار ہے۔

مسجد قبلتین:

مدینہ طیبہ کے شمال میں وادی عتیق کی جانب مسجد قبلتین ہے۔تحویل قبلہ کے حکم سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرماتے تھے۔آپ نماز ظہر یا عصر کی امامت فرمارہے تھے، تحویل قبلہ حکم آ گیا۔ چنانچہ آپ نے اپنا رخ نماز میں ہی بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طرف پھیر لیا۔ مسجد قبلتین کی عمارت بھی انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔عزیزی حافظ جاوید احمد نون نے مسجد قبلتین کا دیدار بھی کرایا۔جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

جبلِ اُحد:

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادگرامی ''احد یحبنا ونحبہ'' احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے محبت کرتے ہیں۔ یہ پہاڑ مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب چار پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور آج بھی اپنی شکل میں موجود ہے۔ مدینہ طیبہ کی آبادی اب جبل احد کو کراس کر چکی ہے، جس درہ پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیرانداز مقرر فرمائے تھے وہ درہ آج بھی موجود ہے اور زیارت گاہ عوام وخواص ہے۔اس درہ اور شہداُ احد کے درمیان وسیع وعریض سڑک بنادی گئی ہے اور ایسے ہی وسیع وعریض احاطہ شہداُ احد کی قبور کے اردگرد چار دیواری بنادی گئی ہے۔احاطہ میں سیّد الشہدا اُسیّدنا امیر حمزہؓ، سیّدنا مصعب بن عمیر اور حضرت عبداللہ بن جحش اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبور موجود ہیں۔ جن پر کوئی علامت نہیں کہ ان قبور میں کون کون صحابہ کرام آرام فرما ہیں۔ان قبور میں ستر شہداُ احد میں آرام فرما ہیں، اللہ پاک کی رحمتیں ان پر سدا بہار رہیں۔

شہداُ احد کی خدمت میں سلام اور ایصال ثواب کے بعد ہمارے میزبان نے ناشتہ کے بعد رہائش گاہ پر پہنچادیا۔تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد مسجد نبوی کی راہ لی اور ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنے کے بعد رہائش گاہ پر پہنچے۔

آج شوال المکرم کی ۸ اور جون کی ۱۲ تاریخ ہے۔ پاکستان کے ایک عالم دین مولانا محمد الیاس فیصل مدظلہ سے ملاقات ہوئی۔ موصوف بھی عرصہ دراز سے مدینہ طیبہ میں قیام فرما ہیں۔ گورنمنٹ سعودیہ نے شاہ فہد مرحوم کے دور میں قرآن پاک کی اشاعت کا ادارہ قائم کیا، جس نے کئی ایک رسم الخط میں کروڑوں کی تعداد میں خوبصورت آرٹ پیپر پر قرآن پاک شائع کئے، اسی ادارہ نے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے مرتب کردہ فوائد تفسیر عثمانی شائع کی۔ موصوف اس ادارہ میں ملازم ہوگئے۔ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں پاؤں سے معذور ہوگئے تو ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔اب مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں کرم نوازی کرتے ہوئے باب مکہ کے باہر ملاقات کا شرف بخشا۔

آج مدینہ طیبہ میں ہمارا پانچواں دن تھا۔

الحمدللہ! تمام نمازیں حرم نبوی میں نصیب ہوئیں اور بارگاہ قدس میں حاضری کی سعادت بھی نصیب ہوئی اور آج میری زبان پر ایک نعت کا شعر بار بار آیا:

مسجد نبوی یہ تو بتا کچھ سال وہ کتنا پیارا ہوگا
چاروں طرف ستارے ہوں گے بیچ میں چاند چمکتا ہوگا

شوال المکرم کی ۹ اور جون کی ۱۳ تاریخ تھی۔ عصر کی نماز سے پہلے ریاض الجنۃ میں حاضری ہوئی جو لوگ ریاض الجنۃ میں آجاتے ہیں وہ جنت پر اپنا قبضہ جمالیتے ہیں۔ حالانکہ ریاض الجنۃ میں صرف دو رکعت پڑھنے کے بعد دوسرے حضرات کو موقع دینا چاہئے۔ بہرحال رش کی وجہ سے آلتی پالتی مار کر دو رکعت ادا کیں اور عصر کی نماز بھی دو صفوں کے درمیان پڑھی۔ الحمدللہ علی ذالک! اور عصر کے بعد مواجہ شریف پر حاضری دی۔آج چونکہ ملتان میں مبلغین کا سہ ماہی اجلاس تھا تو تمام مبلغین وخدام ختم نبوت کی طرف سے صاحب ختم نبوت کی خدمت میں سلام پیش کیا۔

جنت البقیع میں حاضری:

جنت البقیع مدینہ طیبہ کا قدیمی قبرستان ہے جو ۱۸ ایکڑوں پر مشتمل ہے، جس کا ایک ہی صدر دروازہ ہے۔اس کے چاروں طرف فصیل نما چار دیواری ہے۔ جنت البقیع صحابہ کرامؓ، اہل بیت عظام، ازواج مطہرات امت کے برگزیدہ ہستیوں کا مدفن ومسکن ہے، جہاں تقریباً دس ہزار صحابہ کرامؓ محو استراحت ہیں۔ یہاں قبریں نہیں بلکہ قبروں کے نشانات ہیں، کوئی کتبہ، نشان اور درخت نہیں، ہر قبر سطح زمین کے برابر ہے۔

کسی زمانے میں جنت البقیع میں عالیشان مقبرے اور قبے ہوتے تھے۔ آل سعود نے برسراقتدار آتے ہی تمام قبے گرادیئے اور قبروں کو سطح زمین کے برابر کردیا۔ جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی دائیں طرف امہات المومنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت سودہ، حضرت زینب، حضرت صفیہ، حضرت حفصہ اور حضرت ام حبیبہ اور

حضرت جویریہ (رضی اللہ عنہن) کی قبریں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں حضرت صفیہ، حضرت عاتکہ اور حضرت فاطمہ آرام فرما ہیں۔ ان کے سامنے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم کی قبر ہے۔ ایسے ہی عبدالرحمٰن ابن عمر، حضرت عقیل ابن ابی طالب، عبداللہ ابن جعفر طیار، حضرت عباس ابن عبدالمطلب، امام حسن بن علی، حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہم اجمعین کی قبور مبارکہ ہیں۔

نیز سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراؓ رضی اللہ عنہا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے قریب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر ہے۔ ایسے ہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی اماں حضرت حلیمہ سعدیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنات طاہرات کی قبور مبارکہ ہیں۔ نیز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد ابن ابی وقاص، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن حذافہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ حضرت امام مالکؒ اور امام نافعؒ جیسے ہزاروں صحابہ، اہلبیت، ہزارہا علماء کرام، مشائخ عظام آرام فرما ہیں، چونکہ ان قبور مبارکہ کی کوئی نشاندہی کرنے والا نہیں۔ اس لئے جنت البقیع میں داخل ہوتے ہی تمام اہلِ قبور کے لئے ایصالِ ثواب کیا۔

غرضیکہ ۱۵رجون کی صبح تک مدینہ طیبہ میں قیام رہا اور کوشش کی کہ ہر روز سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری یقینی ہو۔ ۱۵رجون ظہر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ کے لئے عازم سفر ہوئے بیر علی پر آ کر احرام باندھا۔ راستہ میں عصر اور مغرب کی نمازیں پڑھیں۔ عشاء کی نماز کے وقت مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے اور ۱۶رجون صبح کی نماز حرم کعبہ میں پڑھی طواف کیا۔ مولانا خالد محمود، قاری محمد عمران، قاری محمد عثمان، جناب محمد اسد نے مہربانی کرتے ہوئے راقم کو ویل چیئر پر سعی کرائی۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔

۱۶ تا ۱۸رجون احباب نے ہمت کر کے ساری نمازیں حرم شریف میں ادا کیں۔ راقم اپنی کمزوری اور سستی کی وجہ سے عصر کے بعد مغرب سے پہلے حرم شریف جاتا، اگر وقت ہوتا تو مغرب سے پہلے ورنہ مغرب کی نماز کے بعد طواف کی سعادت حاصل کرتا۔ اللہ پاک نے محض اپنے فضل وکرم سے عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور فرمایا۔ یقیناً اس میں بہت سی کمیاں اور کوتاہیاں بھی رہی ہوں گی، توقع ہے کہ اللہ پاک اپنے لطف وکرم سے معافی نصیب فرمائیں گے۔

۱۹رجولائی صبح کی نماز اور ناشتہ کے بعد جدہ کے لئے سفر کیا۔ ظہر اور عصر جدہ ایئرپورٹ پر پڑھیں چیکنگ کے مراحل سے فارغ ہو کر جدہ سے عمان ایئر کے ذریعہ عمان کا سفر کیا۔ تقریباً ڈھائی گھنٹہ کی فلائی کے بعد عمان کے ایئرپورٹ پر اترے عشاء کی نماز ادا کی۔

سعودیہ اور پاکستان میں دو گھنٹہ کا فرق ہے، جبکہ عمان اور پاکستان میں ایک گھنٹہ کا عمان وقت کے مطابق تقریباً پون تین بجے جہاز پر سوار ہوئے۔ عمان کا ایئرپورٹ صفائی اور ستھرائی کے اعتبار سے ایک شاندار ایئرپورٹ ہے۔ پانی کے نلکے اور دروازے آٹومیٹک ہیں۔ آپ نلکے کے آگے ہاتھ کریں گے تو ٹونٹی خود بخود چل جائے گی، وضو اور طہارت سے فارغ ہو کر لاہور کے لئے سوار ہوئے ساڑھے چھ بجے لاہور ایئر پورٹ پر اترے۔

برادرم مولانا عزیز الرحمٰن ثانی زید مجدہ اور دیگر رفقاء کے اعزہ اپنے اپنے عزیزوں کو وصول کرنے اور استقبال کرنے کے لئے موجود تھے۔ مولانا ثانی لے کر دفتر آئے ناشتہ اور مختصر آرام کے بعد ملتان کے لئے روانہ چار بجے۔ ملتان راقم کے بچے لاری اڈا پر موجود تھے۔ یوں اللہ پاک پروردگار عالم کے فضل وکرم سے عمرہ کا سفر مبارک مکمل ہوا۔

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا بلال مورو کے اسٹینڈ پر کافی دیر انتظار فرماتے رہے۔ مولانا نے میاں چنوں جانا تھا تو گاڑی لیٹ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے پروگرام پر تشریف لے گئے۔ راقم کے بہت سارے رشتہ دار چوک کمہاراں کے قریب رہائش پذیر ہیں، بجائے اس کے وہ شجاع آباد جاتے راقم نے ان سے ملاقات کی تا کہ وہ گرمی کے سفر سے محفوظ رہیں۔ عصر کی نماز دفتر مرکزیہ ملتان میں ادا کی اور حضرت ناظم اعلیٰ صاحب (مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری) دامت برکاتہم سے دعائیں لیں۔ دفتر کے رفقاء اور خدام سے مل کر شجاع آباد روانہ ہوا۔ مغرب کی نماز تھوڑی سی تاخیر کے ساتھ گھر شجاع آباد میں ادا کی۔

"ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم برحمتک یا ارحم الراحمین"

☆☆..........☆☆

جناب شیر محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

جناب شیر محمد قریشیؒ احمد پور شرقیہ کے رہنے والے تھے۔نصف صدی سے زائد عرصہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ چلے آرہے تھے۔غلہ منڈی کے قریب محلہ عباسیہ کی جامع مسجد کے خطیب مولانا غلام احمدؒ تھے جو عباسیہ ہائی اسکول احمد پور شرقیہ کی ٹیچر شپ سے ریٹائر ہوئے۔مولانا مرحوم مجلس احمد پور شرقیہ کے امیر اور بھائی شیر محمد قریشیؒ ناظم اعلیٰ تھے۔مولانا مرحوم کی وفات کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور کے امیر بنادیئے گئے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور مبلغ رہا۔اس دوران ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت برپا ہوئی۔برادرم شیر محمد قریشیؒ نے مردانہ وار حصہ لیا۔ان کا گھرانہ ایک دینی گھرانہ ہے۔ان کے والد محترم جناب فیض محمد قریشیؒ اور دادا سب دینی مزاج اور اپنے بزرگوں سے والہانہ تعلق رکھتے تھے۔۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت مولانا حبیب اللہ گمانویؒ نے جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے کھجور کے نشان پر الیکشن میں حصہ لیا۔ہزاروں مسلمانوں نے انہیں اپنے اعتماد سے نوازا۔شیر محمد قریشیؒ کا خاندان اسی زمانہ سے جمعیت علماء اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے متعلق چلا آرہا ہے۔آپ نے ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔قید وبند کی صعوبتیں ان کے راستہ کی رکاوٹ نہ بن سکیں۔

مولانا غلام احمدؒ کی زندگی میں جتنی مرتبہ جانا ہوا شیر محمد قریشیؒ نے میزبانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ایک مرتبہ مولانا موصوف نے بھائی شیر محمد سے کہا کہ آج مولانا شجاع آبادی کا کھانا میرے گھر ہوگا۔چنانچہ جمعہ سے فارغ ہوکر مولانا مجھے اپنے گھر لے گئے۔کھانا کھانے کے بعد فرمانے لگے:چونکہ تیرا لکھنے پڑھنے کا ذوق ہے،میں نے کچھ اہم نمبرز سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔تیرے سپرد کرتا ہوں۔چنانچہ مولانا نے الجمعیۃ دہلی کا مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ نمبر،ہفت روزہ لولاک،خدام الدین،ترجمان اسلام اور چٹان کے امیر شریعت نمبر عنایت فرمائے،اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔

راقم نے ان نمبرز کو سامنے رکھ کر سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سوانح وافکار مرتب کی جس کے کئی ایڈیشنز شائع ہوچکے ہیں۔

مولانا غلام احمدؒ کی وفات کے بعد موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت احمد پور شرقیہ کے امیر بنائے گئے۔ہر سال چناب نگر ختم نبوت کانفرنس میں شرکت فرماتے،اپنی گاڑی پر تشریف لاتے۔اس وقت مجلس کے پاس کوئی گاڑی نہ تھی،وہی گاڑی مہمانوں کے بھی کام آتی اور چنیوٹ سے اشیاء خوردونوش کے لئے بھی کام دیتی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی رسید بک سوائے مبلغین کے اور کسی کو نہیں دی جاتی لیکن موصوف کے پاس سارا سال مرکزی رسید بک رہتی۔

موصوف اپنے محلہ عباسیہ کی جامع مسجد میں ہر سال عاشورا،محرم کے موقع پر دوروزہ جلسہ سیرت الصحابہ واہلبیت منعقد کراتے۔مجلس کے مبلغین کے علاوہ دوسری جماعتوں کے مبلغین سے بیانات کراتے اور انہیں مصارف سفر بھی دیتے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام ان کی دوہی جماعتیں تھیں اور دھڑے کے مضبوط تھے۔اگر ان پر فارسی زبان کی کہاوت ذکر کی جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔"زمین جنبد نہ جنبد گل محمد" بہت ہی مصروف زندگی گزاری۔گزربسر کے لئے غلہ منڈی میں آڑھت کی دکان بنا رکھی تھی۔اللہ پاک نے انہیں چار پانچ بیٹے عطا فرمائے تمام بچوں کی دینی تربیت کی تمام بیٹے مذکورہ بالا جماعتوں کو اپنی جماعتیں سمجھتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی مدظلہ نے ۲۶رجون کو صبح اطلاع دی کہ شیر محمد قریشیؒ انتقال فرماگئے۔حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم نے اپنی کمزوری اور علالت کی وجہ سے حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور راقم کو جنازہ میں شرکت کا فرمایا۔چنانچہ مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی قیادت میں راقم اور مولانا ساقی نے جنازہ میں شرکت کی،ان کی نماز جنازہ محمود پارک کی جنازہ گاہ میں ادا کی گئی۔امامت کے فرائض علاقہ کے بزرگ عالم دین مولانا سیّد عبدالعلیم شاہ نے سرانجام دیئے۔جنازہ میں مولانا سیف الرحمٰن راشدی،مولانا محمد احمد جالندھری،مولانا محمد سلمان سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی۔☆☆☆

ختم نبوت کے مضمون میں تبدیلی

غفلت یا منظم سازش؟

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۸؍جولائی ۲۰۱۹ء کے معاصر اخبار خبریں ملتان کے صفحہ اول پر ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ پہلے وہ ملاحظہ فرمائیں:

’’پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی غفلت یا منظم سازش..... نویں جماعت کے مطالعہ پاکستان سے ختم نبوت سے متعلق الفاظ حذف، عبارت تبدیل۔

’’ملتان (نمائندہ خصوصی) پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ساتویں جماعت کی انگریزی کی کتاب میں مقبوضہ کشمیر کو انڈیا کا حصہ پڑھانے کے بعد نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان کی کتاب ۲۰۔۲۰۱۹ء کے ایڈیشن میں ختم نبوت سے متعلق الفاظ حذف کردیئے۔ ۱۹۔۲۰۱۸ء میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے نویں جماعت کے مطالعہ پاکستان کی کتاب میں نظریہ پاکستان کی اساس کے سبق میں صفحہ نمبر ۵ پر عقائد و عبادات کے پیرے میں: ’’حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری رسول ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے۔‘‘ لکھا تھا جبکہ اب پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان کی کتاب کے ۲۰۔۲۰۱۹ء کے ایڈیشن میں اس کو ختم کرکے ’’اسوۂ رسول کو سرچشمۂ ہدایت ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی تقاضا ہے۔‘‘ میں تبدیل کردیا ہے۔ اسلام اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری رسول ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے۔ واضح رہے کہ اس سے پہلے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے ساتویں کی انگریزی کی کتاب میں مقبوضہ کشمیر کو انڈیا کا حصہ قرار دے دیا تھا۔ جس پر خبریں نے نشاندہی کی تھی کہ ۲۰۔۲۰۱۹ء سیشن میں مقبوضہ کشمیر کو انڈین حصہ تسلیم کیا جاچکا ہے اور لاکھوں طلبا کے ذہن کو گمراہ کرچکا ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ نہ ہی ان کتابوں کو بین کیا گیا ہے اور نہ ہی واپس طلب کی گئی ہیں اور ایڈیشن میں تبدیلی کرنے والے متعلقہ افسران کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے، جبکہ اب نویں جماعت کی مطالعہ پاکستان میں ختم نبوت کے حوالے سے الفاظ تبدیل کردیئے گئے ہیں۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے شائع ہونے والی کتابیں نہ صرف پنجاب بھر کے سرکاری اسکولوں میں بلکہ پرائیویٹ اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ سرکاری اسکولوں اور پرائیویٹ اسکولوں میں پڑھنے والے بچے ایک سال سبق میں کچھ پڑھتے ہیں تو دوسرے سال اسی سبق میں ایک لائن یا دو سے تین الفاظ تبدیل کرکے اس کا مطلب اور متن بھی تبدیل کردیا جاتا ہے۔ جس سے طلبا و طالبات کے ذہن خراب ہورہے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ اس طرح اچانک تبدیلی کے بارے میں تحقیقات کرے کہ ایسا کیوں ہورہا ہے۔‘‘

توحید، رسالت، قیامت، تقدیر، بعث بعد الموت کے عقائد کی طرح عقیدۂ ختم نبوت پر بھی ایمان و یقین کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہمارے اس خطہ میں انگریز کے زمانہ میں مرزا قادیانی نے تحریف و تلبیس کی قینچی سے عقیدۂ ختم نبوت کو ٹکڑے ٹکڑے بلکہ تار تار کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ انگریز کے ایماء و سرپرستی میں اس حد تک اپنے کفر میں جری ہوا کہ اس نے دعوائے نبوت کی جرأت کرڈالی۔ اس وقت کی تمام دینی قیادت سے لے کر مصور پاکستان علامہ اقبالؒ تک سبھی نے قادیانیت کے بے لگام گھوڑے کو قابو کرنے کے جتن کئے۔ قیام پاکستان کے بعد یہاں پر تحریکیں چلیں اور پھر قومی اسمبلی نے آئینی ترمیم کے ذریعہ عقیدۂ ختم نبوت کو آئین میں تحفظ فراہم کیا اور قادیانیوں کو آئین میں مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلم اقلیت تسلیم کیا گیا۔

پاکستان ایک اسلامی اسٹیٹ ہے۔ اسٹیٹ کا اسلامیان وطن کو اسلامی ماحول مہیا کرنا

اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے اور یہ بات آئین میں بھی درج ہے۔ ان تمام تر باتوں کے باوجود نویں جماعت کے مطالعہ پاکستان کی نصابی کتاب میں پاکستان کی اساس کے سبق اور عقائد و عبادات کے پیرے میں ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی جزو ہے۔“ اس پیرے کی عبارت کو یوں تبدیل کردیا گیا ہے: ”اسوۂ رسول کو سرچشمہ ہدایت ماننا عقیدۂ رسالت کا لازمی تقاضا ہے۔“ یہ تبدیلی بلاوجہ نہیں۔ یہ تبدیلی حکومتی پالیسی کا حصہ نہیں تو محکمۂ تعلیم میں قادیانی مہروں کی چابک دستی کا کرشمہ ضرور ہے۔

اس سے قبل کشمیر کو انڈیا کا حصہ ہمارے نصاب کی کتابوں میں قرار دیا گیا۔ ان دونوں باتوں کے ڈانڈے قادیانی ذہنیت سے ملتے ہیں۔ قادیانیوں نے گورداسپور کو ہندوستان میں شامل کراکر ہندوستان کو کشمیر جانے کا واحد راستہ مہیا کیا۔ قادیانی قیادت نے تقسیم کو عارضی قرار دے کر اکھنڈ بھارت بنانے کا پرچار کیا۔ یہ کوئی سیاسی بات نہ تھی، قادیانی جماعت کے خلیفہ مرزا محمود کا یہ اعلان قادیانی جماعت کے ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے۔

اسلامیانِ وطن! ملک پر کیا وقت آیا ہے کہ پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کو قادیانی کھوکھلا نہیں بلکہ ملیامیٹ کررہے ہیں اور حکومت وقت خاموش ہے۔ آخر یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں۔ کشمیر کے موقف پر پاکستان کی نفی پر ساتویں جماعت کی کتاب پر پابندی نہ لگائی گئی۔ نہ ہی اس تبدیلی کے مرتکب کو سزا دی گئی۔ وہ اتنے جری ہوگئے کہ اب عقیدۂ ختم نبوت پر انہوں نے کلہاڑا چلادیا۔ موجودہ حکومت مہنگائی کے ذریعہ اس ملک کے عوام کو موت کے منہ میں جہاں دھکیل رہی ہے، وہاں اس ملک کے نوجوانوں کے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمانی تعلق کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ کہاں ہیں ہمارے پنجاب کے وزیر تعلیم؟ کہاں ہیں سیکریٹری تعلیم کہ ان کے سایہ تلے ملک کے اساس ونظریات پر حملہ ہوا ہے، نہ ہی حکومت نے ذمہ دار کو سزا اور عبرت بنایا نہ کتابوں کو واپس لیا۔ سوچئے کہ ملک کے مستقبل کو کس طرح داؤ پر لگایا جارہا ہے۔ یقین فرمایئے کہ ہم اس ایشو کو دبنے اور ہضم کرنے نہیں دیں گے۔ حکومت عوام کے ردعمل سے قبل اس کی ایسی تلافی کرے جو سب کو نظر آئے اور سب کے اطمینان کا باعث ہو۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۹؍جولائی ۲۰۱۹ء)

قاری نذیر احمد لنگاہ کی رحلت

مولانا قاری نذیر احمدؒ جنوبی پنجاب سرائیکی زبان کے سُر یلے اور رسیلے خطیب تھے۔ انہوں نے جامعہ خیر المدارس ملتان سے ۱۹۸۲ء میں دورۂ حدیث شریف کیا۔ محدث العصر حضرت علامہ مولانا محمد شریف کشمیریؒ، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیقؒ، حضرت الاستاذ مولانا شیخ منظور احمد مدظلہ سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور صحاح ستہ پڑھیں۔

فراغت کے بعد اپنے علاقہ میں اسکول ٹیچر لگ گئے اور جنوبی پنجاب کے مدارس کے جلسوں اور تبلیغی اجتماعات سے طرز کے ساتھ خطاب فرماتے۔

اسکول سے ریٹائرمنٹ کے بعد پنشن سے لودھراں میں قطعۂ اراضی خرید کر مدرسہ کی تعمیر کی طرف متوجہ ہوگئے۔ ۲۰ رشوال المکرم ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴ر جون کو ہیضہ کی شکایت ہوئی۔ ڈرپیں لگوائیں تاکہ پانی کی کمی دور ہوسکے۔ چنانچہ ڈاکٹرز نے اجازت دیتے ہوئے کہا اب آپ ٹھیک ہیں گھر جاسکتے ہیں، گھر آگئے۔ رات گئے تک بچوں اور گھر والوں سے گپ شپ لگاتے رہے۔ صبح کی نماز کے لئے بچوں کو جگایا اور انہیں بلاکر فرمانے لگے کہ دیگر ملازمین اپنی پنشن سے مال و دولت اور جائیداد بناتے ہیں۔ میں نے جائیداد کے بجائے اللہ پاک کے دین کا ادارہ بنایا، اسے آپ لوگ توجہ دیں گے تو آپ اور میری مغفرت کا ذریعہ ہوگا اور بچوں سے فرمایا کہ مجھ سے کلمہ شریف سن لیں اور مجھے سنا بھی دیں۔ دومرتبہ بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا اور تیسری مرتبہ پڑھتے ہوئے راہی ملک عدم ہوئے۔ انہوں نے اپنی تبلیغ کے ذریعہ لوگوں کے عقائد واعمال کی اصلاح کی طرف توجہ دی۔ عقیدۂ ختم نبوت، ناموس رسالت، ناموس صحابہؓ و اہلبیتؓ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ ان کی نماز جنازہ ۲۵ر جون کو شجاع آباد کے علاقہ کیبر واہ میں ادا کی گئی، انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ امامت کے فرائض حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی مدظلہ نے سرانجام دیئے۔ خانقاہ بہلویہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد بہلوی مدظلہ سمیت سیاسی، سماجی اور ہزاراں مسلمانوں نے شرکت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حج کے فضائل ومسائل

وقوفِ عرفات، مزدلفہ، منیٰ اور طوافِ زیارت

بیان: حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ (قسط:۳) ضبط وترتیب: مولانا محمد قاسم

حج کے متعلق گزشتہ جمعہ چند موٹی موٹی باتیں آپ حضرات کے سامنے عرض کی تھیں۔ حج کا سفر ایک الگ سفر ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بالکل آخرت کے سفر کے مشابہ ہے۔ جو لوگ خالص اللہ کی رضا کے لئے حج کرتے ہیں، ان کی کیفیات اور ان کا انداز سب کچھ مختلف ہوتا ہے، گویا ان کا اس دنیا سے ایک گونہ تعلق ختم ہوجاتا ہے۔ وہ جب بھی سوچتے ہیں، آخرت کا، اللہ کے دربار کا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضری کے منظر کو سوچتے ہیں تو ان کی کیفیات اور ان کی ترجیحات بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ تبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

''جو آدمی اللہ کے لئے حج کرتا ہے، پھر گناہ کی بات بھی نہیں کرتا، جھگڑا بھی نہیں کرتا تو یہ گناہوں سے ایسا پاک اور صاف ہوکر آتا ہے جیسے کوئی بچہ ماں کے پیٹ سے بغیر گناہوں کے آتا ہے۔''

(متفق علیہ، مشکوٰۃ ص:۲۲۱، ط: قدیمی)

علماء کرام نے لکھا ہے کہ سب سے پہلے نیت خالص ہونی چاہئے اور نیت خالص ہونے کا معنی یہ ہے کہ سفر میں کوئی فرض بھی نہ چھوٹے اور کوئی سنت بھی نہ چھوٹے، اسے کہا جاتا ہے کہ یہ نیت خالص ہے اور اللہ کے لئے ہے۔ ظاہر ہے کہ جب پورے سفر میں یہ آدمی فرض بھی نہیں چھوڑ رہا اور سنت بھی نہیں چھوڑ رہا تو اس کی عبادات کا ذوق اور عبادات کی افضلیت و مرتبہ کیا کچھ ہوگا!

آدمی اس سفر کی تیاری کے لئے غسل کرتا ہے، صاف ستھرا ہوجاتا ہے اور پھر احرام باندھنے کے لئے نیت کرلیتا ہے اور تلبیہ پڑھتا ہے، تلبیہ حجاج کا ایک ترانہ ہے، احرام میں سب سے زیادہ اسی کی افضلیت ہے:

''لبیک اللّٰھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک، لا شریک لک۔'' (مشکوٰۃ ص:۲۲۳، ط: قدیمی)

ترجمہ: ''حاضر ہوں، اے اللہ! حاضر ہوں، حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں، تمام تعریفیں اور تمام نعمتیں اور تمام بادشاہت صرف اور صرف آپ کی ہیں، آپ کا کوئی شریک نہیں۔''

حدیث میں آتا ہے: ''جب حاجی تلبیہ پڑھتا ہے، اس کے دائیں آخری حد تک اور اس کے بائیں آخری حد تک جتنی مخلوقات ہیں، درخت، پتھر، فرشتے، سب اس کے ساتھ یہ ترانہ پڑھتے ہیں۔'' (مشکوٰۃ ص:۲۲۳، ط: قدیمی)

کتنا اونچی بات ہے، کتنا اخلاص والا کلمہ ہے! علماء کرام نے لکھا ہے: یہ تلبیہ درحقیقت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پکار کا جواب ہے جو اللہ نے انہیں حکم دیا تھا:

''وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَىٰ كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِن كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ۔'' (الحج:۲۷)

جب بیت اللہ تعمیر ہوگیا تو اللہ کی جانب سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم ملا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کرو کہ وہ آئیں اور اس گھر کا حج کریں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اس وقت عرض کی کہ یا اللہ! میری آواز کہاں تک جائے گی؟ میں کیسے سنا سکتا ہوں؟ ظاہر ہے کہ وہاں وادی میں آبادی کوئی نام ونشان نہیں، کھیت نہیں، انسان نہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آواز دینا آپ کا کام ہے، پہنچانا میرا کام ہے۔ مفسرین نے لکھا کہ جب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا اور یہ ندا دی تو اللہ نے اس وقت موجود انسانوں تک بھی آواز پہنچائی اور قیامت تک جتنے آنے والے انسان تھے اور ابھی عالم ارواح میں تھے، ان تک بھی یہ آواز پہنچائی، اور ساتھ یہ بات بھی لکھی ہے کہ جنہوں نے جتنی مرتبہ اس وقت جواب دیا تھا، اللہ اتنی ہی مرتبہ انہیں حج کی توفیق دیتے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل کہ آپ حجۃ الوداع میں مدینہ منورہ سے چلے اور

ذوالحلیفہ جسے بیئر علی بھی کہا جاتا ہے، یہاں آپ پہنچے، آپ نے رات یہاں قیام فرمایا۔ ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں، صبح آپ نے غسل فرمایا اور جتنے قافلے والے ساتھ تھے، انہوں نے بھی غسل فرمایا، آپ نے احرام کے کپڑے دو چادریں لیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''میں نے آپ کو احرام سے پہلے خوشبو لگائی''۔ ہمارے حاجی صاحبان عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ جب ہم غسل کرلیں تو اس کے بعد کوئی خوشبو نہیں لگا سکتے۔ ایسا نہیں ہے! خوشبو لگا سکتے ہیں، جسم پر لگا سکتے ہیں، کپڑوں پر نہیں لگا سکتے اور یہ بھی نیت کرنے سے پہلے پہلے ہے۔ نیت کرنے سے پہلے اپنے جسم کو خوشبو دار بنا سکتے ہیں کیونکہ کپڑا الگ چیز ہے اور نیت کرلینے کے بعد چونکہ خوشبو والا کپڑا پہننا ہوگا، اس لئے کپڑے کو نہ لگائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ السلام کے سر میں بھی خوشبو لگائی تھی اور جسم کو بھی لگائی تھی۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۲۳، ط: قدیمی)

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہیں سے احرام باندھا، تلبیہ پڑھا اور صحابی فرماتے ہیں کہ پھر آپ ہر اونچے مقام پر چڑھتے ہوئے تلبیہ پڑھتے تھے اور ہر اونچی جگہ سے نیچے اترتے ہوئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے تھے، کسی مجمع کے قریب سے گزرتے تو تلبیہ پڑھتے تھے اور کسی سے ملتے تو پہلے تلبیہ پڑھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے افضل حج اسی آدمی کا قرار دیا جس میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھا جائے اور اس میں قربانی کی جائے، اس میں اللہ تعالیٰ زیادہ اجر و ثواب عطا فرماتے ہیں۔

(سنن الترمذی، ج:۱، ص:۱۷۰، ط: قدیمی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ۴ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے، بیت اللہ سے کچھ دور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا، سارے ساتھی وہاں رکے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے حرم میں تشریف لائے اور وہاں آپ نے طواف کیا، بعض کہتے ہیں کہ یہ عمرہ کا طواف تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ طواف قدوم تھا۔ ہمارے علماء احناف فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج قران فرمایا تھا، یعنی جب آدمی احرام باندھے تو عمرہ اور حج دونوں کا احرام ساتھ ہی باندھے اور جب بیت اللہ پہنچے تو پہلے عمرہ کرے۔ عمرہ کے افعال: بیت اللہ کا طواف، سات چکر اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ (صفا و مروہ کے درمیان دوڑ، جسے سعی کہا جاتا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افعال کئے اور بال نہیں کٹوائے، پھر طواف قدوم بھی کیا۔ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر طواف قدوم کے بعد سعی بھی کرلیں تو حج کے بعد سعی نہیں کرنا ہوگی، کیونکہ یہ پہلے ہوگئی ہے اور احرام کی حالت میں ہوئی ہے تو آپ نے قران فرمایا، یعنی عمرہ کرلیا اور اسی حالت میں رہے، پھر ۸ ذی الحجہ کو آپ مکہ مکرمہ سے منیٰ تشریف لے گئے اور وہاں آپ نے پانچ نمازیں ادا کیں۔ منیٰ میں کوئی کام نہیں ہے، شریعت نے کوئی حکم نہیں لگایا، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر، یہ پانچ نمازیں منیٰ میں رہ کر پڑھنا مسنون ہے اور ۹ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کی طرف سفر کیا۔ مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلے پر ہے اور منیٰ سے مزدلفہ تین میل کا فاصلہ ہے اور مزدلفہ سے عرفات یہ بھی تین میل کا فاصلہ ہے، گویا عرفات اور بیت اللہ کے درمیان ۹ میل کا فاصلہ ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فاصلہ پیدل طے کیا تھا۔ مکہ سے منیٰ پیدل، منیٰ سے عرفات، کیونکہ ابھی مزدلفہ کا کوئی کام نہیں ہے تو آپ عرفات زوال سے پہلے پہنچ گئے تھے اور زوال کے بعد جب ظہر ادا کرتے ہیں تو اب پورے حج کے سفر کا خلاصہ یہی ظہر سے مغرب تک کا ہے۔ اس میں آدمی نے عبادت کرنی ہے، توبہ کرنی ہے، اللہ کو منانا ہے اور رو رو کر عاجزی سے اور جو کیفیت اللہ پیدا کردیں چاہے سائے میں ہو چاہے خیمہ میں، چاہے بغیر خیمہ و سائے کے ہو، لیکن گرمی کی وجہ سے کوشش کرنی چاہئے کہ آدمی کوئی سایہ دار جگہ تلاش کرے اور وہاں اپنی دعائیں کرے، اللہ کو منائے۔ اس بندے سے اللہ بہت راضی ہوتے ہیں جو اللہ کے سامنے رو رہا ہو، اپنے گناہوں کا اعتراف کررہا ہو۔

حدیث میں آتا ہے: ''اللہ تبارک و تعالیٰ باوجود دیکھنے کے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ میرے فرشتو! یہ بندے کیا کرنے آئے ہیں؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: یا اللہ! آپ کو منانے آئے ہیں، توبہ کرنے آئے ہیں، اپنے گناہ بخشوانے آئے ہیں، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتے ہیں: فرشتو! گواہ ہو جاؤ، میں نے انہیں بخش دیا ہے۔''

بار بار کے مشاہدے سے سچ بات کہتا ہوں کہ آدمی کو عرفات سے پہلے اور بعد میں دیکھ لو، دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہے اور حج کے دنوں میں کتنا ہی گیا گزرا آدمی کیوں نہ ہو، شرط یہ ہے کہ اللہ کے دربار میں سچی طلب لے کر آیا ہو، میرے بھائیو! دیکھنے سے محسوس ہوتا ہے کہ اس نے اللہ سے کچھ منوالیا ہے اور اللہ نے اپنی

رحمت و بخشش کا کوئی چھینٹا اس پر ڈال دیا ہے، ایک چھینٹا بھی بڑی بات ہے، کہتے ہیں کہ اس دن شیطان بڑا مایوس ہوتا ہے، روتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، اچانک مسکرانے لگے، صحابہ کرامؓ نے پوچھ لیا: اے اللہ کے نبی! یہ کون سا موقع ہے مسکرانے کا؟ فرمایا: میں شیطان کو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ نے جب اپنے بندوں کی بخشش کا اعلان فرمایا تو وہ سرین کے بل گرا ہے اور اس کی ٹانگیں بھی اٹھ گئی ہیں، رو رہا ہے، اپنے سر پر مٹی ڈال رہا ہے کہ یہ کیا ہوا؟ میں اس کے پیچھے اتنا لگا اور میں نے اس سے اتنے گناہ کرائے، اللہ کی نافرمانیاں کرائیں لیکن ایک لمحہ میں اللہ نے بخش دیا، میری تو محنت غارت ہوگئی، ضائع گئی۔

میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو اللہ کے لئے حج کرتا ہے پھر جھگڑا بھی نہیں کرتا، نافرمانی بھی نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔ اور صرف گناہ معاف نہیں فرماتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان بھی فرمایا ہے، حدیث میں بتایا ہے کہ اب صرف یہ بخشا بخشایا نہیں، اسے چار سو آدمیوں کی سفارش کا حق اللہ نے دے دیا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ حاجی جب اپنے رب سے دعا کرتا ہے، اپنے لئے یا جس کے لئے دعا کرتا ہے، اللہ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

اس لئے علماء کرام نے لکھا ہے کہ جب حاجی حج سے واپس آئے، ایک روایت میں ہے کہ گھر پہنچنے سے پہلے پہلے، جب بھی اس سے دعا کرائی جائے اور وہ دعا کردے، اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول فرمالیتے ہیں، اس کی بخشش فرمادیتے ہیں، اس کی حاجات پوری کرتے ہیں۔ اس لئے ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا کہ جب وہ تشریف لاتے تھے تو ایئرپورٹ سے باہر نکلنے کے بعد سب سے پہلے دعائیں کراتے تھے، شاگرد، ملنے والے، تعلق والے، احباب، سب کے لئے۔ یہ محض رسم نہیں ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے، بلکہ حکم یہ ہے کہ حجاج سے اپنے لئے دعا کراؤ۔ (مشکوٰۃ، ص:۲۲۳، ط: قدیمی)

تو میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں رہے۔ اگر کوئی آدمی عرفات میں امام حج کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، مسجد میں جہاں خطبہ ہوتا ہے، ظہر اور اس کے فوری بعد عصر کی نماز امام کے پیچھے پڑھتے ہیں۔ ان دونوں نمازوں کا وقت ظہر ہے یعنی عصر کی نماز بھی ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ امام حج کے پیچھے ظہر اور عصر دونوں پڑھی ہوں۔ عرفات تو بہت بڑا میدان ہے تو اگر کوئی نماز اپنے اپنے خیمہ میں پڑھ رہا ہے تو ظہر، ظہر کے وقت میں اور عصر، عصر کے وقت میں پڑھے گا، لیکن مغرب کی نماز عرفات میں نہیں پڑھیں گے، اس دن اس کا وقت مغرب کا ہے ہی نہیں۔ جب تک مزدلفہ نہیں پہنچ جائے، مغرب نہیں پڑھیں گے۔ اس مغرب کا وقت، عشاء کے ساتھ ہے اور جگہ بھی مزدلفہ ہے۔ اگر کوئی آدمی مزدلفہ مغرب کے بعد اور عشاء سے پہلے پہنچ جاتا ہے، تب بھی مغرب کی نماز نہیں پڑھے گا جب تک عشاء کی نماز کا وقت نہ آجائے اور اگر راستے میں عشاء کا وقت ہوگیا لیکن ابھی مزدلفہ نہیں پہنچا تو یہ راستے میں نماز نہیں پڑھے گا، جب تک مزدلفہ نہ پہنچے، بھلے رات کو ۱۲ بجے پہنچے یا سحری کے وقت پہنچے، جب بھی پہنچے گا تو مزدلفہ میں پہلے مغرب کی نماز اور اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھے گا۔ مزدلفہ پہنچیں گے تو وہاں بھی رات کو صرف سونا ہے۔ بالکل جنگل ہے بایں معنیٰ کہ وہاں کوئی عمارت نہیں ہے، بس جسے جہاں جگہ ملتی ہے، سڑک پر، میدان میں، وہ وہاں بیٹھ جائے۔ مغرب پڑھے گا، عشاء بھی اور وہاں سے کنکریاں تلاش کرلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں سے کنکریاں چنی تھیں، پہلے دن سات کنکریاں، ایک شیطان کو مارنا ہے۔ دوسرے دن تینوں کو مارنا ہے تو اکیس کنکریاں اور تیسرے دن تینوں کو مارنا ہے تو اکیس کنکریاں۔ اگر کوئی تیرھویں کو بھی رہتا ہے تو اس کی بھی اکیس کنکریاں چن لے گا۔ یہ ایک عمل ہے جو رات کو کرنا ہے، باقی کوئی عمل نہیں، حتیٰ کہ علماء کرام نے لکھا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز روزانہ رات کو پڑھا کرتے تھے لیکن مزدلفہ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز ادا نہیں فرمائی۔ پوری رات رہنا یہاں کا عمل نہیں ہے، سحری کے بعد وقوف شروع ہوتا ہے، سحری کے بعد فجر کی نماز جو فرض عمل ہے، پڑھ لیں پھر تھوڑی دیر ۵، ۱۰، ۱۵ اور ۲۰ منٹ وہاں بیٹھ کر دعائیں کرلیں، جیسے عرفات میں کی تھیں ویسی دعائیں یہاں کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میں نے عرفات میں جتنی دعائیں کیں، اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائیں سوائے ایک دعا کے، میں نے یہ کہا تھا کہ یا اللہ! آپس میں جو لوگ لڑتے ہیں ان کے اس عمل کو بھی معاف فرمادیں، جو ظالم ہے اس سے بدلہ نہ لیں اور جو مظلوم ہے اسے اپنی طرف سے بدلہ عطا فرمادیں۔'' یہ دعا عرفات میں قبول نہیں

ہوئی تھی لیکن جب یہاں مزدلفہ میں، میں نے یہ دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمالیا۔ تو بعض ایسے ہوں گے، یہ ہر ایک کے لئے نہیں ہے، بعض ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ظالم سے بدلہ نہیں لیں گے، اس کے کسی عمل کی بنا پر اسے بھی معاف فرمادیں گے، اور مظلوم کے ساتھ جو زیادتی ہوئی، اللہ اپنی طرف سے اسے بدلہ عطا فرمادیں گے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ بھی دعا کی قبولیت کی جگہ ہے۔

اب مزدلفہ سے واپس منیٰ جانا ہے، یہ پیدل کا سفر ہے، اس لئے حضرات یہ کہتے ہیں کہ جو حج کے لئے جاتا ہے، اس کے لئے یہاں چلنا ضروری ہے، روزانہ کم از کم تین چار کلومیٹر پیدل سفر کرے کیونکہ حج کے پانچ دن پیدل چلنے کے ہیں۔ نو کلومیٹر جیسے میں نے پہلے بتایا عرفات سے چلیں گے، مزدلفہ آئے وہاں رہے، پھر مزدلفہ سے منیٰ، اب یہاں آپ نے کنکریاں مارنے جانا ہے۔ کنکری مار کے پھر طواف زیارت کے لئے بیت اللہ جانا ہے، چھ کلومیٹر تو یہ ہو گیا، اور یہ نہیں کہ کھلا سفر ہے۔ آدمی کے ساتھ آدمی ملا ہوتا ہے، اس میں سفر اور بھاری ہو جاتا ہے، آپ اپنی مرضی کا قدم بھی نہیں رکھ سکتے، مرضی سے آپ چل بھی نہیں سکتے، پھر مکہ سے واپس آئیں گے، تین کلو میٹر یہ ہے، ایک دن میں نو کلومیٹر بلکہ اگر سفر تھوڑا لمبا ہو جائے تو کئی کلومیٹر اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ حاجی کو اتنا چلنا ہوتا ہے، یہ جسمانی مشقت ہے تو ضروری ہے کہ یہاں سے مشق کر کے جائیں، عادت بنا کر جائیں تاکہ وہاں پریشانی نہ ہو۔

باقی باتیں ان شاء اللہ! پھر عرض کریں گے۔

اللہ جتنے بھی حجاج جا رہے ہیں، سب کا حج قبول فرمائے اور جن بھائیوں کے دلوں میں چاہت ہے اللہ اپنے فضل سے انہیں حج کی توفیق عطا فرمائے۔ اس میں تو مانگنے کی ضرورت ہے۔ منوانے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ جب قبول فرمالیتے ہیں، اسباب کا بھی خود انتظام ہو جاتا ہے، چاہت سے مانگیں اور اگر نہیں بھی پہنچے میرے بھائیو! تو مانگنے سے بھی اللہ تعالیٰ اتنا کچھ عطا فرمادیتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ اللہ ایسوں کا حشر ہی حجاج کے ساتھ فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری ہے)

نبی وہ ہو نہیں سکتا جو کاذب تھا زمانے کا

فضل اکبر محمود، گلاسکو

غلام قادیانی نے تعفن گو ہے پھیلایا
مگر شانِ محمد ﷺ میں فرق کوئی نہیں آیا

وہ نکلا ایک دیوانہ کہ جس نے چاند پر تھوکا
اصل میں متاع و مال و زر، عزت کا تھا بھوکا

دماغ اس جھوٹے مہدی کا کذب سے بھر گیا آخر
جہنم کے گڑھے میں آپ ہی خود گر گیا آخر

فخر جھوٹے نبی کو تھا فرنگی کی غلامی پر
تھا جو معمور ہر گورے آفیسر کی سلامی پر

زمانہ سازیوں میں قادیانی گرم تھا بے حد
کفر کی شوخیوں میں آدمی بے شرم تھا بے حد

اُسے تھا ناچنا آتا فرنگی کے اشاروں پر
وہ سبقت لے گیا شیطان کے سارے ہی یاروں پر

حقیقت میں وہ عصرِ نو کا اک ایسا مداری تھا
ہزاروں سانپ تھے جس میں وہ اک ایسی پٹاری تھا

مثال سامری و عہد نو کا ایک ساحر تھا
فریب و مکر کی چالوں میں وہ دنیا کا ماہر تھا

محمد ﷺ کی بغاوت میں منہ کالا کرلیا جس نے
متاع کفر سے دامن ہے اپنا بھرلیا جس نے

فرنگی کی غلامی میں پھرا سر جس دیوانے کا
نبی وہ کیسے اکبر جو کاذب تھا زمانے کا

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزائی عقیدہ!

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی تحقیقاتی عدالت میں مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ کا تحریری بیان

قسط:۱۴

انگریزی معیار اسلام کی تردید

یہ کہنا جو اپنے کو مسلمان کہے اسی کو مسلمان سمجھنا چاہئے اور اس کے خلاف نفرت پیدا کرنا قوم میں تفرقہ اندازی کے مترادف ہے۔ یہ اسلام اور اسلامی تاریخ سے لاعلمی پر مبنی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان لوگوں سے جہاد کیا جو تمام دین اسلام کو مانتے اور اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے صرف زکوٰۃ کا انکار کرنے لگے تھے اور تمام صحابہؓ نے حضرت صدیقؓ کا ساتھ دے کر بزور شمشیر اس فتنہ کی سرکوبی کی۔ حالانکہ اس وقت بیرونی خطرات روم وایران سے بھی مسلمان دوچار تھے۔ لیکن قرن اول کے مسلمانوں نے کسی مصلحت کی خاطر بھی اسلام کے ایک قطعی حکم کے انکار سے چشم پوشی کرنا صحیح نہیں سمجھا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب مدعی نبوت بھی اپنے کو مسلمان کہتا اور آنحضرتﷺ کی نبوت کا اقرار کرتے ہوئے اپنے لئے بھی نبوت تجویز کرتا رہا اور چالیس ہزار بہادر عربوں کی فوج بھی ساتھ تھی۔ لیکن صدیق ایمان نے اس کی سرکوبی کر کے رکھ دیا۔ نہ اس کو خانہ جنگی سمجھا اور نہ تفرقہ اندازی۔ نہ اس کا دعویٰ اسلام اس کو مسلمانوں سے بچا سکا۔

اسی طرح حضرت علیؓ نے عمر بھر خارجیوں سے جہاد کیا جو اپنے کو پکا مسلمان کہتے اور عام احکام کے پابند تھے۔ صرف آیت کریمہ ”ان الحکم الا للہ“ کی آڑ لے کر کہتے تھے کہ کسی امیر یا حاکم یا خلیفہ کی اطاعت ضروری نہیں۔ صرف اس خروج کی وجہ سے اور ایک قطعی حکم ”اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء:۵۹)“ کے انکار کی وجہ سے اس ناسور سے اسلام کے فوجی جسم کو پاک وصاف کیا گیا۔ خلافت عباسی اور بعد میں بھی کسی آدمی کو جس نے کسی کفر کا ارتکاب کیا ہو، مسلمان ہونے کا دعویٰ اسلامی سزائے قتل سے نہیں بچا سکا۔ قانونِ شریعت کے احترام نے منصور تک کی پرواہ نہیں کی۔

خدا سے مقابلہ:

سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسا کہنے والا کہ ہر مدعی اسلام مسلمان ہے۔ خدا کا مقابلہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کھلے کافر اور صاف مسلمان کے سوا ایک تیسرے قسم کے لوگوں کا مستقل ذکر کر کے ان کا فیصلہ کیا ہے: ”ومن الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر وماھم بمؤمنین (البقرۃ:۸)“ (کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ایمان واسلام کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن وہ مسلمان نہیں ہیں) ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے منافقین کے نام سے علیحدہ قرار دے کر ان کی سزا عام کافروں سے زیادہ بتائی ہے: ”ان المنفقین فی الدرک الاسفل من النار (النساء:۱۴۵)“ (کہ منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے) پھر اپنے رسول کو حکم دیا ہے کہ ایسے لوگوں کا جنازہ بھی نہ پڑھو۔ حالانکہ یہ لوگ نماز وغیرہ، روزہ کے پابند تھے۔ اپنے کو مسلمان کہتے بلکہ بعض اوقات جہاد میں بھی شریک ہوتے تھے۔ انگریزی معیار اسلام کے مطابق خدائے تعالیٰ سے غلطی ہوئی کہ جو لوگ اپنے کو مسلمان کہتے تھے ان کو خدا کہتا ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔ ایسا کہنے والے قرآن اور خدائے قرآن کے مقابلہ سے بھی نہیں ہچکچاتے اور یہ لوگ کفر واسلام کو ملا کر ایک معجون مرکب بنانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ کفر واسلام دو چیزیں ہیں اور ان کے درمیان ایک صحیح حد فاصل موجود ہے اور وہ یہ ہے۔

کفر کی قطعی وجہ:

کہ جو شخص قرآن پاک، خدا یا رسول خدا کی تکذیب کرے اور کسی ایک امر میں بھی جھٹلائے وہ قطعی کافر ہے۔ لیکن چونکہ تکذیب دل کا فعل ہے۔ اس لئے قانون اور شریعت نے علامات تصدیق اور علامات تکذیب پر تصدیق وتکذیب کا حکم لگایا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ مثلاً اسلامی کتب میں یہ امر مصرح موجود ہے کہ ایک شخص قرآن پاک کو غصہ کے ساتھ گندگی میں پھینک دے۔ اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ کیونکہ ایسا کرنے والے کے بارہ میں یہ یقین نہیں کیا

جاسکتا کہ وہ اس کتاب کو کتاب اللہ سمجھتا ہے بلکہ اس کے اس فعل کو تکذیب کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔جس طرح بالمشافہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی شرعی بات کا انکار کرکے کافر ہو جاتا ہے۔اسی طرح اگر قطعی ذرائع سے ثابت ہو جائے کہ یہ بات آنحضرت ﷺ کی فرمودہ ہے۔اس کا انکار بھی اسی طرح کفر ہوگا۔قطعی ذرائع میں قرآن کی آیات ہیں۔احادیث متواتر ہیں۔قوم مسلم کا قرناً بعد قرنٍ توارث ہے اور قرآن وحدیث کے مفہوم کے بارہ میں صحابہ کرام ؓ کے زمانہ سے آخر تک تمام مفسرین، محدثین اور علماء امت کا اتفاق ہے۔

اگر کوئی عقیدہ یا حکم ایسے قطعی ذرائع سے ثابت ہو اس کا انکار قطعی کفر ہوگا۔ایسے امر کے بارہ میں شک کرنے سے تمام دین اسلام ہی مشکوک اور ناقابل اعتماد ہو جاتا ہے۔اسی طرح کسی پیغمبر کی توہین، کسی شرعی حکم سے استہزاء، کسی قطعی حکم مثلاً فرض کا انکار یا کسی امر قطعی سے انحراف یہ سب تکذیب کے علامات ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر:

پس مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کی متعدد وجوہات ہیں:

۱......اس نے قرآن وحدیث کے قطعی بیان ختم نبوت اور امت کے مجمع علیہ عقیدہ کہ (حضرت خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور کسی کو نبوت نہیں مل سکتی) کا انکار کیا اور خاتم النبیین اور ''لانبی بعدی'' کے ایسے معنی گھڑے جو امت محمدی کے تیرہ سو سال کے متواتر عقیدہ وبیان کے خلاف ہیں۔

۲......اس نے حیات مسیح کی نصوص قطعیہ اور نزول مسیح ابن مریم کے متواتر عقیدہ کا انکار کیا اور اس سلسلہ میں ایسی ایسی دور از کار تاویلات کر کے خود مسیح بننے کی کوشش کی کہ خدا کی پناہ۔

۳......اس نے قرآن پاک کی توہین کی، ایک تو اس لئے کہ اس نے کہا (قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں) دوسرے اس نے اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی اور غلطی وخطاء سے بری اور پاک قرار دے کر قرآن کے بے مثل ہونے پر حملہ کیا۔تیسرے اس نے قرآن پاک کی مضحکہ خیز تاویلات کر کے قرآن میں معنوی تحریف کی۔

۴......اس نے یہ کہہ کر کہ جو حدیث میری وحی کے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے لائق ہے۔حدیث کی توہین بھی کی اور منقول دین پر اعتماد کی سپرٹ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔

۵......جہاد کی فرضیت سے انکار کیا۔

۶......مختلف موقعوں پر خدا پر افتراء کرتا رہا۔مثلاً یہ کہ خدا نے آسمان پر میرا نکاح محمدی بیگم سے کیا ہے اور اس سلسلہ میں وحی کا ایک لامتناہی سلسلہ جاری کیا جو سراسر افتراء اور دروغ بے فروغ تھا۔

۷......اس نے دو بعثتوں کا مسئلہ ایجاد کر کے اور اپنے کو عین محمد قرار دے کر زمانہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ اپنی ترقی اور آنحضرت ﷺ سے برتری کی بنیاد رکھی اور اسی قسم کی تصریحات بھی کیں اور اسی لئے اکمل شاعر کے اس شعر کی تصدیق وتحسین بھی کی۔''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں......اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں'' اور اسی لئے مرزا محمود نے کہا کہ:''ہر شخص ترقی کر سکتا ہے حتیٰ کہ آنحضرت ﷺ سے بڑھ سکتا ہے۔''اور اسی لئے مرزا نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ: ''آنحضرت ﷺ کے لئے صرف چاند گرہن ہوا اور میرے لئے سورج اور چاند دونوں۔''اور اسی لئے یہ کہا کہ:''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق''میرے زمانہ کے بارہ میں خدا نے فرمایا ہے اور اسی لئے حضرت عیسیٰ کی قرآنی پیش گوئی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔آنحضرت ﷺ کی بجائے مرزا پر چسپاں کیا جارہا ہے اور اسی لئے اپنے معجزات کی تعداد چند لاکھ بتا کر آنحضرت ﷺ سے آگے نکل جانے کی کوشش کی۔

۸......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایسی توہین کی جو ناقابل بیان ہے۔یہاں تک کہ انجام آتھم میں یہ بھی لکھ مارا کہ مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے یعنی رام چندر سے کچھ زیادتی نہیں رکھتا اور ساتھ ہی ان کے چال چلن پر انتہائی مکروہ حملہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ انہی باتوں کی وجہ سے خدا نے یحییٰ علیہ السلام کا نام تو حصور رکھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا یہ نام نہ رکھا۔

(دافع البلاء)

عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے کر جب اس کو عام اہل اسلام کے اشتعال کا خیال آتا ہے تو کبھی کہتا ہے کہ یہ فرضی یسوع کو کہا گیا ہے۔کبھی کہتا ہے کہ یہ مسلمانوں کے عیسیٰ ابن مریم کو نہیں کہا گیا۔لیکن مندرجہ بالا دو حوالے اس کی ان پردہ داریوں کا بھانڈا چوراہے میں پھوڑ دیتے ہیں اور پھر (ست بچن ص۱۵۹) پر صاف اقرار ہے کہ یسوع مسیح ایک اسرائیلی عورت مریم کا بیٹا ہے۔پھر حضرت عیسیٰ سے بڑھ کر ہونے کا دعویٰ تو اظہر من الشمس ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(جاری ہے)

ذوالحجہ کا پہلا عشرہ اور

قربانی کے احکام ومسائل

مولانا محمد نجیب قاسمی، ریاض

ماہِ ذوالحجہ کا پہلا عشرہ:

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم (سورۃ الفجر آیت نمبر۲) میں ذوالحجہ کی دس راتوں کی قسم کھائی ہے (وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ) جس سے معلوم ہوا کہ ماہ ذوالحجہ کا ابتدائی عشرہ اسلام میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ حج کا اہم رکن: وقوفِ عرفہ اسی عشرہ میں ادا کیا جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم کو حاصل کرنے کا دن ہے۔ غرض رمضان کے بعد ان ایام میں اخروی کامیابی حاصل کرنے کا بہترین موقع ہے۔ لہٰذا ان میں زیادہ سے زیادہ اللہ کی عبادت کریں، اللہ کا ذکر کریں، روزہ رکھیں، قربانی کریں۔ احادیث میں ان ایام میں عبادت کرنے کے خصوصی فضائل وارد ہوئے ہیں، جن میں سے چند احادیث ذکر کررہا ہوں:

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیک عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو۔ (صحیح بخاری)

☆...... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرۂ ذوالحجہ سے زیادہ عظمت والے دوسرے کوئی دن نہیں ہیں، لہٰذا تم ان دنوں میں تسبیح وتہلیل اور تکبیر وتحمید کثرت سے کیا کرو۔ (طبرانی) ان ایام میں ہر شخص کو تکبیر تشریق پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے، تکبیر تشریق کے کلمات یہ ہیں: ”اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ. وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ“

عرفہ کے دن کا روزہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن کے روزے کے متعلق میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو معاف فرمادیں گے۔ (صحیح مسلم) مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ عرفہ کے دن کا ایک روزہ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتا ہے۔ لہٰذا نویں ذوالحجہ کے دن روزہ رکھنے کا اہتمام کریں۔

وضاحت: اختلافِ مطالع کے سبب مختلف ملکوں میں عرفہ کا دن الگ الگ دنوں میں ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں؛ کیونکہ یوم عیدالفطر، یوم عید الاضحی، شبِ قدر اور یومِ عاشورہ کے مثل ہر جگہ کے اعتبار سے جو دن عرفہ کا قرار پائے گا، اُس جگہ اُسی دن میں عرفہ کے روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل ہوگی، ان شاءاللہ۔

قربانی کی حقیقت:

قربانی کا عمل اگرچہ ہر امت کے لئے رہا ہے، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ“ (سورۃ الحج ۳۴) ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی؛ تاکہ وہ چوپایوں کے مخصوص جانوروں پر اللہ کا نام لیں جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے؛ لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی اہم وعظیم قربانی کی وجہ سے قربانی کو سنتِ ابراہیمی کہا جاتا ہے اور اسی وقت سے اس کو خصوصی اہمیت حاصل ہوگئی؛ چنانچہ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے جو قیامت تک جاری رہے گی۔ اس قربانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنی جان ومال دولت ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر سو اونٹوں کی قربانی پیش فرمائی تھی جس میں سے ۳۶ اونٹ کی قربانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے کی تھی اور بقیہ ۷۳ اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر (یعنی ذبح)

فرمائے۔(صحیح مسلم، حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد (ذوالحجہ کی ۱۰ ار تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں) کا عملی اظہار ہے اور اس عمل میں اُن حضرات کا بھی جواب ہے جو مغربی تہذیب سے متاثر ہوکر کہہ دیتے ہیں کہ جانوروں کی قربانی کے بجائے غریبوں کو پیسے تقسیم کردیے جائیں۔ اسلام نے جتنا غریبوں کا خیال رکھا ہے اس کی کوئی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی؛ بلکہ انسانیت کو غریبوں اور کمزوروں کے درد کا احساس شریعتِ اسلامیہ نے ہی سب سے پہلے دلایا ہے۔ غرباء و مساکین کا ہر وقت خیال رکھتے ہوئے شریعت اسلامیہ ہم سے مطالبہ کرتی ہے کہ ہم عیدالاضحیٰ کے ایام میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی عظیم قربانی کی یاد میں اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، جیسا کہ ساری انسانیت کے نبی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔(سنن دار قطنی، سنن کبریٰ للبیہقی)

ان دنوں بعض حضرات نے باوجودیکہ انہوں نے قربانی کے سنتِ موکدہ اور اسلامی شعار کا موقف اختیار کیا ہے ۱۴۰۰ سال سے جاری وساری سلسلہ کے خلاف اپنے اقوال وافعال سے گویا یہ تبلیغ کرنی شروع کردی ہے کہ ایک قربانی پورے خاندان کے لئے کافی ہے اور قربانی کم سے کم کی جائے جو سراسر قرآن وحدیث کی روح کے خلاف ہے؛ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی روشنی میں امتِ مسلمہ کا اتفاق ہے کہ ان ایام میں زیادہ سے زیادہ قربانی کرنی چاہیے۔ دیگر اعمال صالحہ کی طرح قربانی میں بھی مطلوب ومقصود رضاء الٰہی ہونی چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔" (سورۃ الانعام ۱۶۲) میری نماز، میری قربانی، میرا جینا، میرا مرنا سب اللہ کی رضا مندی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ نیز اللہ جل شانہ کا فرمان ہے: "لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُہَا وَلَا دِمَاؤُہَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ۔" (سورۃ الحج ۳۷) اللہ کو نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے نہ اُن کا خون؛ لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

قربانی کی اہمیت وفضیلت:

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام فرمایا (اس قیام کے دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کرتے رہے۔(ترمذی۔ابواب الاضاحی) غرضیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے قیام کے دوران ایک مرتبہ بھی قربانی ترک نہیں کی باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بوجہ قلت طعام کئی کئی مہینے چولہا نہیں جلتا تھا۔

☆......حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ہمیں قربانی سے کیا فائدہ ہوگا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اون کے بدلے میں کیا ملے گا؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اون کے ہر بال کے بدلے میں (بھی) نیکی ملے گی۔(سنن ابن ماجہ۔باب ثواب الاضحیہ)

☆......ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذوالحجہ کی ۱۰ ار تاریخ کو کوئی نیک عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کا خون بہانے سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ نہیں اور قیامت کے دن قربانی کرنے والا اپنے جانور کے بالوں، سینگوں اور کھروں کو لے کر آئے گا (اور یہ چیزیں اجروثواب کا سبب بنیں گی) اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرفِ قبولیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ترمذی، باب ماجاء فی فضل الاضحیہ)

☆......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی کام میں مال خرچ کیا جائے تو وہ عیدالاضحیٰ کے دن قربانی میں خرچ کیے جانے والے مال سے زیادہ فضیلت نہیں رکھتا۔ (سنن دار قطنی باب الذبائح، سنن کبریٰ للبیہقی ج۹ص۲۶۱)

قربانی کا وجوب:

قربانی کو واجب یا سنتِ موکدہ قرار دینے میں زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے؛ مگر پوری امتِ مسلمہ متفق ہے کہ قربانی ایک اسلامی شعار ہے اور جو شخص قربانی کرسکتا ہے اس کو قربانی کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے خواہ اس کو واجب کہیں یا سنتِ موکدہ یا اسلامی شعار۔ حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ہمیشہ قربانی کیا کرتے تھے باوجودیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اشیاء خوردنی نہ ہونے کی وجہ سے کئی کئی مہینے تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں قربانی کو واجب قرار دیا ہے، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد ابن حنبلؒ کی ایک روایت بھی قربانی کے وجوب کی ہے۔ ہندو پاک کے جمہور علماء نے بھی وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے؛ کیونکہ یہی قول احتیاط پر مبنی ہے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے بھی قربانی کے وجوب کے قول کو اختیار کیا ہے۔ قربانی کے وجوب کے لئے متعدد دلائل میں سے چند پیش ہیں:

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم (سورۃ الکوثر) میں ارشاد فرماتا ہے: ”فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ“ آپ اپنے رب کے لئے نماز پڑھیں اور قربانی کریں۔ اس آیت میں قربانی کرنے کا حکم دیا جارہا ہے اور امر عموماً وجوب کے لئے ہوا کرتا ہے، جیسا کہ مفسرین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر کیا ہے۔ علامہ ابوبکر جصاصؒ (ولادت ۳۵۰ھ) اپنی کتاب (احکام القرآن) میں تحریر کرتے ہیں: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت (فَصَلِّ لِرَبِّکَ) میں جو نماز کا ذکر ہے، اس سے عید کی نماز مراد ہے اور (وَانْحَرْ) سے قربانی مراد ہے۔ مفسر قرآن شیخ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں کہ اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں: (۱) عید کی نماز واجب ہے۔ (۲) قربانی واجب ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ پھٹکے۔ (سنن ابن ماجہ۔ باب الاضاحی ہی واجبہ ام لا، مسند احمد ج۲ ص۳۲۱، السنن الکبری ج۹ ص۲۶۰ کتاب الضحایا) وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید ارشاد فرمائی اور اس نوعیت کی سخت وعید واجب کے چھوڑنے پر ہی ہوتی ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی کرنا واجب ہے۔

(۳) حضرت جندب بن سفیان البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عیدالاضحی کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے عید کی نماز سے پہلے (قربانی کا جانور) ذبح کردیا تو اسے چاہئے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اور جس نے (عید کی نماز سے پہلے) ذبح نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ وہ (عید کی نماز کے) بعد ذبح کرے۔ (صحیح بخاری۔ باب من ذبح قبل الصلاۃ اعاد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیدالاضحی کی نماز سے قبل جانور ذبح کرنے پر دوبارہ قربانی کرنے کا حکم دیا؛ حالانکہ اُس زمانہ میں صحابۂ کرامؓ کے پاس مالی وسعت نہیں تھی۔ یہ قربانی کے وجوب کی واضح دلیل ہے۔

قربانی کس پر واجب ہے:

ہر صاحبِ حیثیت کو قربانی کرنی چاہئے جیسا کہ حدیث میں گزرا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو قربانی کی وسعت حاصل ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ قربانی کے وجوب کے لئے صاحب وسعت ہونا ضروری ہے؛ البتہ مسافر پر قربانی واجب نہیں، جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسافر پر قربانی واجب نہیں۔ (المحلی بالآثار لابن حزم ج۶ ص۳۷)

قربانی کے جانور:

بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ (نر و مادہ) قربانی کے لئے ذبح کیے جاسکتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آٹھ جانور ہیں دو بھیڑوں میں سے اور دو بکریوں میں سے، دو اونٹوں میں سے اور دو گائیوں میں سے۔ (سورۃ الانعام ۱۴۳،۱۴۴)

قربانی کے جانوروں میں بھینس بھی داخل ہے؛ کیونکہ یہ بھی گائے کی ایک قسم ہے، لہٰذا بھینس کی قربانی بھی جائز ہے۔ امتِ مسلمہ کا اجماع ہے کہ بھینس کا حکم گائے والا ہے۔ (کتاب الاجماع لابن منذر ص ۳۷) حضرت حسن بصریؒ (متوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے کے درجہ میں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج۷ ص۵۶) حضرت امام سفیان ثوریؒ (متوفی ۱۶۱ھ) فرماتے ہیں کہ بھینسوں کو گائے کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ (مصنف عبدالرزاق ج۴ ص۳۲) حضرت امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ بھینس گائے ہی ہے (یعنی گائے کے حکم میں ہے) (موطا مالک باب ما جاء فی صدقۃ الفطر) ہندو پاک کے جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔ سعودی عرب کے مشہور عالم شیخ محمد بن عثیمینؒ نے بھی بھینس کو گائے کے حکم میں شامل کیا ہے۔ بھینس عربوں میں نہیں پائی جاتی ہے؛ اس لئے اس کا ذکر قرآن کریم میں وضاحت سے نہیں ہے۔ (مجموع فتاوی ورسائل شیخ ابن عثیمین ۲۵/۳۴) موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں یہی مذکور ہے کہ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

جانور کی عمر:

قربانی کے جانوروں میں بھیڑ اور بکرا بکری

ایک سال، گائے اور بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے؛ البتہ وہ بھیڑ اور دنبہ جو دیکھنے میں ایک سال کا لگتا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

قربانی کے جانور میں شرکاء کی تعداد:

اگر قربانی کا جانور بکرا، بکری، بھیڑ یا دنبہ ہے تو وہ صرف ایک آدمی کی طرف سے کفایت کرتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بکری ایک آدمی کی طرف سے ہوتی ہے۔(اعلاء السنن۔ باب ان البدنہ عن سبعۃ) اگر قربانی کا جانور اونٹ، گائے یا بھینس ہے تو اس میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کا احرام باندھ کر نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات (آدمی) شریک ہوجائیں۔(صحیح مسلم۔باب جواز الاشتراک الخ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی؛ چنانچہ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے بھی سات آدمیوں کی طرف سے ذبح کی۔(صحیح مسلم۔باب جواز الاشتراک الخ)

وضاحت: حجۃ الوداع اور صلح حدیبیہ کے موقع پر اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوئے تھے، اس پر قیاس کر کے علماء امت نے فرمایا ہے کہ عید الاضحیٰ کی قربانی میں بھی اونٹ اور گائے میں سات سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

قربانی کے ایام:

قربانی کے تین ایام ہیں ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذوالحجہ۔

☆......حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کی آیت (وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ أَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ایام معلومات سے مراد یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) اور اس کے بعد دو دن ہیں۔

(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۶ ص ۱۶۲)

☆......حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص قربانی کرے تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہیں بچنا چاہئے۔

(صحیح بخاری۔باب مایوکل من لحوم الاضاحی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں؛ اس لئے کہ جب چوتھے دن قربانی کا بچا ہوا گوشت رکھنے کی اجازت نہیں تو پورا جانور قربان کرنے کی اجازت کہاں سے ہوگی؟

وضاحت: تین دن کے بعد قربانی کا گوشت رکھنے کی ممانعت ابتداء اسلام میں تھی بعد میں اجازت دے دی گئی کہ اسے تین دن بعد بھی رکھا جاسکتا ہے۔(مستدرک حاکم ج ۴ ص ۹۵۲)

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تین دن کے بعد گوشت رکھنے کی اجازت مل گئی تو تین دن کے بعد قربانی بھی کی جاسکتی ہے، اس لئے کہ گوشت تو پورے سال بھی رکھا جاسکتا ہے تو کیا قربانی کی اجازت بھی پورے سال ہوگی؟ ہرگز نہیں۔تین دن کے بعد قربانی کی اجازت نہ پہلے تھی اور نہ اب ہے۔

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں۔

(موطا مالک۔کتاب الضحایا)

☆......حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن ۱۰ ذوالحجہ اور اس کے بعد کے دو دن ہیں؛ البتہ یوم النحر (۱۰ ذوالحجہ) کو قربانی کرنا افضل ہے۔

(احکام القرآن للطحاوی ج ۲ ص ۲۰۵)

وضاحت: بعض علماء کرام نے مسند احمد میں وارد حدیث (كُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ) کی بنیاد پر فرمایا کہ اگر کوئی شخص ۱۲ ذوالحجہ تک قربانی نہیں کرسکا تو ۱۳ / ذوالحجہ کو بھی قربانی کی جاسکتی ہے؛ لیکن حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام مالکؒ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں فرمایا ہے کہ قربانی صرف تین دن کی جاسکتی ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے خود اپنی کتاب میں وارد حدیث کے متعلق وضاحت کردی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے تحریر کیا ہے کہ متعدد صحابۂ کرامؓ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کی بھی یہی رائے تھی۔احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ قربانی کو صرف تین دن تک محدود رکھا جائے؛ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی ایک صحابی سے ۱۳ ذوالحجہ کو قربانی کرنا ثابت نہیں ہے۔

قربانی کرنے والا ناخن اور بال نہ کاٹے:

☆......ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذوالحجہ کا مہینہ شروع ہوجائے اور تم میں سے جو قربانی کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔(مسلم)

اس حدیث اور دیگر احادیث کی روشنی میں قربانی کرنے والوں کے لئے مستحب ہے کہ ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک جسم کے کسی حصے کے بال اور ناخن نہ کاٹیں۔لہٰذا اگر بال یا ناخن وغیرہ کاٹنے کی ضرورت ہو تو ذوالقعدہ کے آخر میں فارغ ہوجائیں۔☆☆

محقق العصر حضرت مولانا مفتی

ڈاکٹر عبدالواحد کا وصال

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۲۲؍جون ۲۰۱۹ء کو لاہور میں محقق العصر، بقیۃ السلف، مولانا ڈاکٹر عبدالواحد انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

مولانا ڈاکٹر عبدالواحد لاہور میں یکم؍جنوری ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی عمر میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر سکول وکالج کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ۱۹۷۴ء میں ایم۔بی۔بی۔ایس کا کورس مکمل کیا۔ ایم۔بی۔بی۔ایس کے بعد جامعہ مدنیہ لاہور میں دینی تعلیم کی تکمیل کی اور ۱۹۸۳ء میں وفاق المدارس کا امتحان پاس کیا۔ جامعہ مدنیہ میں حضرت مفتی عبدالحمید صاحب وحضرت قاری عبدالرشید سے تخصص فی الافتاء کیا۔ جامعہ مدنیہ، جامعہ دارالتقویٰ، جامعہ احیاء العلوم لاہور میں تدریس کی خدمات انجام دیں۔ جامعہ مدنیہ میں ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۲ء اور جامعہ دارالتقویٰ میں ۲۰۰۳ سے ۲۰۱۹ء تک افتاء اور تخصص کی تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔ اس وقت آپ کا ملک کے چوٹی کے محقق مفتیان میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے فتویٰ کو قدرومنزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا اور اس دور کے مفتیان آپ کے فتویٰ کو حجت کا مقام دیتے تھے۔

آپ کا بیعت کا تعلق حضرت مولانا سید حامد میاںؒ سے تھا جو آپ کے استاذ بھی تھے۔ ان کے بعد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینیؒ سے بیعت ہوئے اور آپ سے خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ دو درجن سے زائد کتب ورسائل کے مصنف تھے۔ آپ کے قیمتی، علمی مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ تفسیر فہم القرآن آپ نے چار جلدوں اور فہم حدیث تین جلدوں، مسائل بہشتی زیور دو جلدوں میں لکھی۔ آپ کے ۱۴۱ مضامین کا مجموعہ ”فقہی مضامین“ کے نام سے چھپا ہوا موجود ہے۔ اس دور کے متجددین کے خلاف آپ کا وجود درۂ عمر کی حیثیت رکھتا تھا۔ حضرت قبلہ مولانا مفتی عبدالواحد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے ایسے طور پر اپنی بارگاہ میں قبول کیا کہ وہ بلاخوف لومۃ لائم ہر باطل کے خلاف ننگی تلوار بن جاتے تھے۔ لیکن اس تمام تحقیق وتدقیق، دلائل، اثبات وابطال میں ہمیشہ عالمانہ شان برقرار رہتی۔ آپ کا قلم کسی کی تردید میں بھی دل آزار وعامیانہ انداز اختیار نہ کرتا۔ آپ دلائل سے قائل کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے جن کے متعلق بھی قلم اٹھایا وہ آپ کے دلائل کی معقولیت اور وزن کے قائل ہوئے۔ ان کی تائید وتردید سب خلوص کا پرتو لئے ہوتی تھی۔ آپ کے مخالف بھی آپ کی اس وصف کے مداح نظر آتے ہیں۔

آپ نے پینتیس سال فتویٰ نویسی میں گزارے۔ اس وقت آپ عدیم النظیر محقق شمار ہوتے تھے اور اہل علم حضرات کی نظروں میں وقیع درجہ پر آپ فائز تھے۔ آپ کے شاگرد حضرت مولانا مفتی محمد شعیب راوی ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حضرت مفتی عبدالواحد اس وقت مقام رفیع رکھتے تھے۔ مفتی محمد شعیب صاحب کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوبرجی یونٹ کی ذمہ داری تفویض ہوئی تو حضرت مفتی صاحب مرحوم نے اسے سعادت کی بات قرار دیا۔ مفتی مرحوم نے مرزا قادیانی اور بہائی فرقہ کے خلاف بھی جاندار علمی مضامین تحریر کئے۔ فقہ حنفی کی آڑ میں تحفظ ناموس رسالت قانون میں تبدیلی کی لہر کے سامنے آپ کے قلم ترجمان حق نے بند باندھا ”توہین رسالت کا مسئلہ اور عمار ناصر“ کے نام سے آپ کے رشحات قلم نے غامدی، متجددین وملحدین پر اوس ڈال دی۔ آپ کا یہ مقالہ مطبوعہ عام مل جاتا ہے۔ مولانا مفتی محمد شعیب صاحب کی روایت کے مطابق عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی شائع کردہ ساٹھ جلدوں پر مشتمل احتساب قادیانیت کے سیٹ کو ادارہ کے لئے مہیا کرنے کا حکم دیا۔ جس کی تعمیل ہوئی۔ فقیر اپنے لئے یہ اعزاز کی بات سمجھتا ہے کہ آپ ایسے حجۃ اللہ شخص نے ”چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ“ کو مسلسل زیر مطالعہ رکھا اور بسا اوقات اس کو پڑھوا کر سنتے بھی تھے۔

۲۲؍جون کو وصال فرمایا۔ غازی علم الدین شہید کے احاطہ قبرستان میانی شریف میں رحمت حق کے سپرد ہوئے۔ حق تعالیٰ اپنے شایان شان رحمت سے ان کی مزار مقدس کو شرابور فرمائیں اور ان کے شاگردوں کو ان کے جادۂ حق پر چلنے کی توفیق رفیق فرمائیں۔ آمین! ☆☆☆

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابر علمائے امت کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت اور تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی ودینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے ◆ جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کی بدولت الحمدللہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا ◆ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیر اہتمام ۳۰ مراکز ومساجد، ۴۰ مبلغین جبکہ ۱۲ سے زائد دینی مدارس ومکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں ◆ مجلس کے شعبہ تصنیف وتالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرین امت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآرا کتب طبع ہوچکی ہیں ◆ عربی، اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم ◆ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ ◆ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب ◆ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دار المبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس ◆ پورے ملک میں ختم نبوت کانفرنسز، سیمینارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ ◆ مفت ختم نبوت خط وکتابت کورس ◆ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-32780337, 021-32780340

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ